ہر اتوار کو روزنامہ اسلام کے ساتھ شائع ہوتا ہے

بچوں کا اسلام

روزنامہ اسلام

601 اتوار 25 صفر 1435ھ مطابق 29 دسمبر 2013ء

بدنصیب ہوٹل

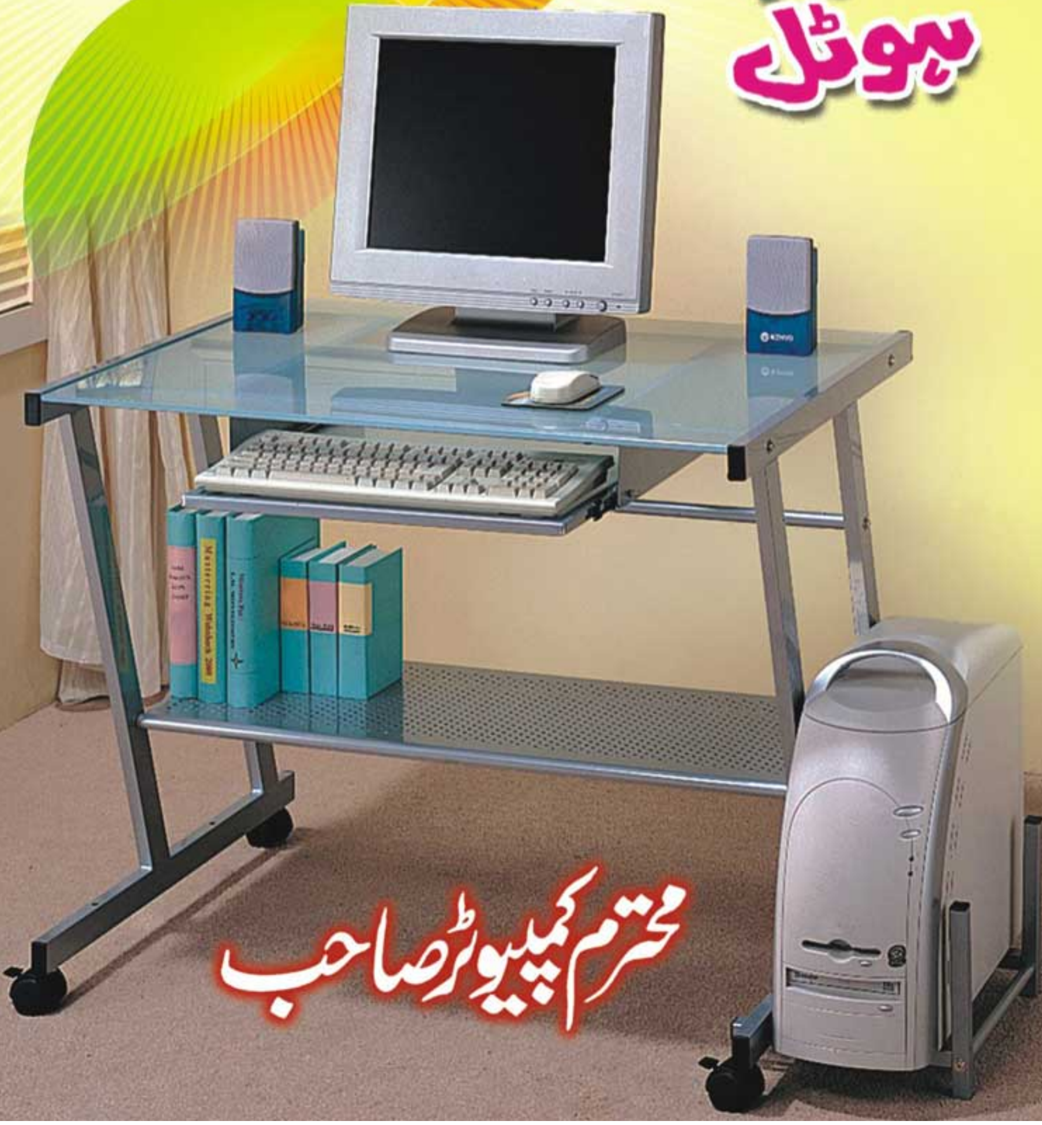

محترم کمپیوٹرِ صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

زبردست انتقام لینے والا

’’(اے پیغمبر!) کیا اللہ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں ہے، اور یہ لوگ تمہیں اس کے سوا دوسروں سے ڈراتے ہیں اور جسے اللہ راستے سے بھٹکا دے، اسے کوئی راستے پر لانے والا نہیں اور جسے اللہ راہِ راست پر لے آئے، اسے کوئی راستے سے بھٹکانے والا نہیں۔ کیا اللہ زبردست انتقام لینے والا نہیں ہے۔ (سورہ زمر:36،37)

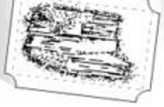

کھانے میں عیش

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ’’کیا تم کھانے اور پینے میں جس طرح چاہتے ہو، عیش و عشرت نہیں کرتے۔ میں نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم دیکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ناکارہ کھجوریں بھی اس قدر نہیں ملتی تھیں جن سے آپ پیٹ بھر لیتے۔ (مسلم)

دو باتیں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ:

شمارہ 593 میں میں یہ ذکر کر بیٹھا تھا کہ بچوں کا اسلام کا صرف ایک سلسلہ ایسا ہے جس پر تبصرہ نہیں کیا جاتا... حالانکہ میں اس سلسلے کے لیے بہت محنت کرتا ہوں... پھر میں نے قارئین سے یہ سوال پوچھ لیا کہ اچھا چلیں، آپ بتائیں، وہ کون سا سلسلہ ہے... شمارہ شائع ہوتے ہی اس سوال کے جوابات آنا شروع ہوگئے... تقریباً سبھی قارئین نے ایک ہی جواب دیا تھا... یعنی تمام جواب دینے والوں میں سے سوائے چند ایک کے سبھی کا جواب ایک ہی تھا اور وہ جواب پڑھ کر مجھے حیرت کے جھٹکے لگنے شروع ہوگئے... بلکہ جھٹکوں پر جھٹکے شروع ہوگئے... میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ یہ جواب موصول ہوگا... پہلے تو پھر یہی جان لیجیے کہ کیا جوابات موصول ہوئے ہیں... سبھی جواب دینے والوں نے لکھا ہے، وہ سلسلہ ہے القرآن، الحدیث... اس پر کبھی تبصرہ نہیں کیا جاتا...

اب ذرا غور کریں... کیونکہ ضرورت ہے بہت زیادہ غور کرنے کی، ویسے بھی ضرورت ایجاد کی ماں ہے... لیکن یہ ماں نہ بھی ہوتی تو اس موقعے پر آپ کو پھر بھی غور کرنا ہی پڑتا... بھلا کبھی قرآن اور حدیث پر بھی تبصرہ ہوسکتا ہے... (استغفر اللہ) اللہ تعالیٰ کی بات اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات پر تبصرے کی گنجائش کہاں... ان تمام قارئین کو جنھوں نے یہ جواب لکھ کر بھیجا... توبہ کرنی چاہیے... کیا آپ کبھی یہ تبصرہ کر سکتے ہیں کہ فلاں حدیث پسند آئی اور فلاں پسند نہیں آئی... (نعوذ باللہ) اور فلاں آیت پسند آئی اور فلاں پسند نہیں آئی... (اللہ معاف فرمائے) میں ہل گیا... گھبرا گیا کہ یہ کیا ہوا... سوال پوچھتے وقت اگر میرے ذہن میں یہ بات ہوتی کہ یہ جوابات موصول ہوں گے تو یہ سوال کرتا ہی نہ... اللہ ہم سب پر اپنا رحم فرمائے...

اب آتا ہوں سوال کے جواب کی طرف... جس سلسلے کے بارے میں یہ ساری بات تھی... دراصل وہ سلسلہ تقریباً تمام رسائل اور اخبارات میں ہی شامل ہوتا ہے... ہمارے ہاں بھی یہ شروع سے شامل ہوتا چلا آرہا ہے... بچوں کا اسلام جب شروع ہوا تھا... اس وقت میں جب پہلی مرتبہ اسے لکھنے لگا تو ذہن میں ایک بات آئی تھی... یہ کہ ہر رسالے میں یا ہر اخبار میں یہ سلسلہ موجود تو ہوتا ہے... بلکہ انتخاب کرنے کی طرف خاص توجہ نہیں دی جاتی... بس جو چیز مل جاتی ہے... شائع کر دیتے ہیں... جب کہ اس میں بھی انتخاب کی طرف خاص توجہ کی ضرورت ہے... بس کوشش کرتے ہیں کہ اچھی سے اچھی کہانیاں شامل کی جائیں، اچھے سے اچھے مضامین لگائے جائیں اور اچھے سے اچھے لطیفے تلاش کیے جائیں... اچھے سے اچھے واقعات جمع کیے جائیں... بالکل اسی طرح اچھے اچھے اقوال بھی تلاش کرنے چاہییں... یہ کیا کہ بس جیسے اقوال سامنے آگئے، وہی لگا دیے... جی نہیں اس میں بھی خاص چھان پھٹک کی ضرورت ہے... چنانچہ شروع دن سے ہی بہت بہت اچھے اقوالِ زریں (جواہرات سے قیمتی) کی تلاش میں رہتا ہوں... آپ بچوں کا سلام کے سابقہ شمارے اٹھا کر دیکھ لیں... ان میں شائع کیے گئے اقوال پڑھ کر دیکھ لیں اور دوسرے رسائل کے اقوال بھی پڑھ کر دیکھیں... آپ پر فرق واضح ہوجائے گا... درست جواب دیا ہے صرف دو قارئین نے... باقی سب نے وہی جواب لکھا ہے، جس کا ذکر میں اوپر کر چکا ہوں... ان دونوں قارئین کے نام اسامہ ایوان گلشنِ اقبال کراچی اور حافظ عمر فاروق بن عبداللہ قاضی سناواں کوٹ ادو ہیں... انھی الفاظ پر ان دو باتیں کو ختم کرتا ہوں اور آپ سب سے معافی بھی چاہتا ہوں کہ آپ کو زحمت ہوئی...

والسلام

سالانہ زرِ تعاون اندرونِ ملک: 600 روپے، بیرونِ ملک: 3700 روپے

خط کتابت کا پتہ
’’بچوں کا اسلام‘‘ دفتر روزنامہ اسلام ناظم آباد 4 کراچی فون: 021 36609983
بچوں کا اسلام انٹرنیٹ پر بھی: www.dailyislam.pk ای میل: bkislam4u@gmail.com

مختصر پُر اثر

حضرت ابراہیم تیمی رحمہ اللہ نے حضرت موسیٰ بن مہراں رحمہ اللہ کو ان کے انتقال کے بعد خواب میں دیکھا تو اور ان سے پوچھا:

''اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟''

انھوں نے جواب دیا:

''جب سے مرا ہوں، امیر لوگوں کی دعوتوں کا حساب دے رہا ہوں اور ایک سوئی کے بدلے قید ہوں۔ وہ سوئی میں نے کسی سے ادھار لی تھی اور واپس نہیں کی تھی۔''

حضرت ابراہیم نے ان سے پوچھا:

''کن لوگوں کی قبروں میں زیادہ روشنی ہے۔''

انھوں نے بتایا:

''ان لوگوں کی قبروں میں زیادہ روشنی ہے، جو دنیا میں مصیبت زدہ رہے۔''

O

مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''وہ اعمال جو دلوں سے پردے ہٹاتے ہیں، ان میں سے چند ایک یہ ہیں: کتابیں دیکھنا یا سننا، مسائل پوچھتے رہنا، اللہ والوں کے پاس آنا جانا، اگر ان کی خدمت نہ ہو سکے تو ان کی حکایات اور ملفوظات کا مطالعہ کرنا، تھوڑی دیر اللہ کا ذکر کرنا، کچھ وقت اپنے محاسبے کے لیے نکالنا، یعنی اپنا حساب کرنا، اپنے نفس سے یوں کہنا:

''اے نفس! ایک دن اس دنیا سے جانا ہے، موت بھی آنے والی ہے، اس وقت یہ سب مال و دولت یہیں رہ جائے گا، بیوی بچے سب تمھیں چھوڑ دیں گے اور اللہ تعالیٰ سے واسطہ پڑے گا، اگر تیرے پاس نیک اعمال ہوئے تو بخشا جائے گا اور گناہ زیادہ ہوئے تو جہنم کا عذاب بھگتنا پڑے گا، جو برداشت کے قابل نہیں، اس لیے تو اپنے انجام کو سوچ اور آخرت کے لیے کچھ سامان کر۔ عمر بڑی قیمتی دولت ہے، اسے فضول ضائع مت کر۔ مرنے کے بعد تو اس کی تمنا کرے گا کہ کاش میں کچھ نیک عمل کر لیتا جس سے مغفرت ہو جاتی مگر اس وقت تجھے یہ حسرت مفید نہیں ہوگی۔ پس زندگی کو غنیمت سمجھ کر اس وقت اپنی مغفرت کا سامان کر لے۔''

O

مفتی کفایت اللہ کا تعلق ایک غریب گھرانے سے تھا۔ انھوں نے بچپن میں ٹوپیاں بنانے کا طریقہ سیکھ لیا جیسے عورتیں قریشیے سے بنا لیتی ہیں۔ یہ کلاس میں بیٹھ کر بھی ٹوپیاں بناتے رہتے تھے۔ استاد کلاس میں سبق پڑھا رہے ہوتے تھے، یہ سبق سننے کے ساتھ ٹوپیاں بناتے رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ذہن ایسا دیا تھا کہ دوسرے طلبا کی اگر کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی تھی تو ساتھ میں انھیں بھی بتا دیتے تھے۔ ساتھی حیران ہو کر کہتے:

''تم ٹوپیاں بھی بناتے رہتے ہو، پھر بھی ہم سے زیادہ سبق یاد کر لیتے ہو۔''

اس طرح ٹوپیاں بیچ کر مفتی صاحب اپنے مدرسے کا خرچ چلاتے تھے۔

O

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ اپنی بستی سے پڑھنے کے لیے دارالعلوم آتے تھے۔ سردیوں کی راتوں میں ذرا دیر تک پڑھنا پڑتا تھا۔ تیاری کرنی ہوتی تھی۔ جب واپس آتے تو گھر کے سب لوگ سوئے ہوئے ملتے تھے۔ والدہ محترمہ اٹھ کر سالن گرم کرتیں۔ ایک روز انھوں نے اپنی والدہ سے کہا:

''امی جان! آپ کیوں اتنی سردی میں اٹھتی ہیں۔ بس آپ کھانا رکھ دیا کریں۔ میں آ کر کھا لیا کروں گا۔''

انھوں نے بہت مشکل سے انھیں منایا۔ اس کے بعد جب یہ رات کو گھر آتے تو سالن جما ہوا ملتا تھا۔ اس کے اوپر سے جمی ہوئی تہ ہٹا کر ٹھنڈے سالن سے ہی روٹی کھا لیتے تھے، لیکن اپنی تعلیم میں حرج نہیں آنے دیتے تھے۔

(بنتِ مولانا سیف الرحمٰن قاسم۔ گوجرانوالہ)

O

ایک شخص نے ایک بزرگ سے کہا:

''میں سکون چاہتا ہوں۔''

بزرگ نے فرمایا:

''اس جملے میں سے ''میں'' نکال دو، یہ تکبر کی علامت ہے اور ''چاہتا ہوں'' بھی نکال دو، یہ خواہشِ نفس کی علامت ہے۔ سکون تمہارے پاس چل کے آئے گا یا دوسرے لفظوں میں تمہارے پاس سکون ہی سکون رہ جائے گا، کیونکہ تو تکبر اور خواہشِ نفس سے نجات پا چکا ہوگا۔''

O

ایک ہندو نے کسی مسلمان سے پوچھا:

''ہم اپنے مُردوں کو جلاتے ہیں اور تم دفناتے ہو، آخر کیوں۔''

مسلمان نے بہت خوب صورت جواب دیا:

''اس لیے کہ خزانہ دفنایا جاتا ہے اور کچرا جلایا جاتا ہے۔''

O

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''سب سے بڑی بہادری صبر کرنا ہے۔ سب سے بڑی بلا ناامیدی ہے۔ سب سے بڑی تفریح مصروفیت ہے۔ سب سے بڑا استاد تجربہ ہے۔ سب سے بڑا فائدہ نیک اولاد ہے۔ سب سے بڑا تحفہ درگزر کرنا ہے۔ (اُمِ احمد)

منقبت حضرت حسین رضی اللہ عنہ

حسینؓ ابنِ علی کا ذکر کرنا اک سعادت ہے
محمد مصطفیٰ ﷺ سے یہ محبت کی علامت ہے

سوارِ دوش احمد ﷺ کا بڑا ہے مرتبہ یارو
عزیمت پر عمل کرنا بڑی ہی اک سعادت ہے

حسینؓ تو گلشنِ زہرا کے اک ایسے گلِ تر ہیں
جو ہیں سیدّ شبابِ اہلِ جنت، یہ صداقت ہے

جنھیں دیکھے بنا ہوتی نہ ٹھنڈی آنکھ آقا ﷺ کی
جب اُن کو دیکھ لیتے چومتے، کیسی نجابت ہے

کہیں نہ گر پڑے یہ میرا بیٹا، ہادیٔ عالم ﷺ
بڑھا دیتے سجدہ کو، یہی تو اک محبت ہے

اگر بیمار ہو جاتے نہ آتا چین آقا ﷺ کو
دوا بھی دیتے جاتے، دم بھی کرتے، یہ قرابت ہے

اسی خاطر محبت اُن سے کرتے سب صحابہؓ بھی
قدم کو چومتے، گودی اٹھاتے، کیا کرامت ہے

نبی ﷺ کی آن پر قربان کرنا خانداں اپنا
شہادت پا گئے سارے، یہی تو اُن کی عظمت ہے

حسینی قافلہ کی یہ شہادت درس دیتی ہے
کہ ڈرنا اہلِ باطل سے، شقاوت ہے، حماقت ہے

پروفیسر میاں محمد افضل۔ ساہیوال

91

عبداللہ فارانی

واقعاتِ صحابہ کے

قدم بہ قدم

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بڑی جامع مسجد میں تشریف فرما تھے۔ کوفے والے ان کے دائیں بائیں بیٹھے تھے۔ ایسے میں حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ وہاں تشریف لے آئے۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے انھیں سلام کیا اور تخت پر اپنے پاس بٹھایا۔ اتنے میں وہاں کوفے کا ایک شخص آیا اور کسی کو بُرا بھلا کہنے لگا۔ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے پوچھا:

''اے مغیرہ! یہ کسے بُرا بھلا کہہ رہا ہے۔''

انھوں نے بتایا: ''حضرت علی رضی اللہ عنہ کو۔''

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر کہا:

''اے مغیرہ بن شعبہ! اے مغیرہ بن شعبہ، اے مغیرہ بن شعبہ! کیا میں سن نہیں رہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو آپ کے سامنے برا کہا جا رہا ہے اور نہ آپ اس پر انکار کر رہے ہیں، نہ اسے بدلنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ بات میرے کانوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے اور میرے دل نے اسے محفوظ کر لیا ہے اور میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے غلط بات نقل نہیں کر سکتا، کیونکہ میں غلط بات نقل کروں گا تو قیامت کے دن جب آپ سے میری ملاقات ہوگی تو حضور مجھ سے اس غلط بات کے بارے میں پوچھیں گے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، ابوبکر جنت میں جائیں گے، عمر جنت میں جائیں گے، عثمان جنت میں جائیں گے، علی جنت میں جائیں گے، طلحہ جنت میں جائیں گے، زبیر جنت میں جائیں گے، عبدالرحمٰن بن عوف جنت میں جائیں گے، سعد بن ابی وقاص جنت میں جائیں گے اور نویں نمبر پر ایمان لانے والا جنت میں جائے گا۔ اگر میں اس کا نام لینا چاہتا تو لے سکتا تھا۔''

اس پر مسجد میں موجود لوگوں نے شور مچا دیا کہ وہ نواں آدمی کون ہے۔ اس کا بھی نام بتائیں۔ انھوں نے فرمایا، تم مجھے اللہ کی قسم دے کر پوچھ رہے ہو اور اللہ بہت بڑے ہیں۔ نواں مسلمان میں ہوں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم دسویں ہیں اس کے بعد انھوں نے فرمایا:

''ایک آدمی جو کسی موقعے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا ہو، (یعنی جہاد کے سفر میں یا تبلیغی سفر میں) اور اس کا چہرہ غبار آلود ہوا ہو اور تمھیں حضرت نوح علیہ السلام کی عمر مل جائے تو بھی اس شخص کا یہ عمل تمہاری ساری زندگی کے تمام اعمال سے زیادہ افضل ہوگا۔'' (ابونعیم فی الحلیۃ 95/1)

o

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خنجر مارا گیا تو ان کی خدمت میں پینے کی چیز لائی گئی۔ انھوں نے اسے پیا تو وہ زخم کے راستے باہر آ گئی۔ اس سے سب کو پتا چل گیا کہ اب ان کے بچنے کی امید نہیں۔ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ فرمانے لگے:

''ہائے عمر، ہائے میرے بھائی! آپ کے بعد ہمارا کون ہوگا۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا:

''اے میرے بھائی! ایسے نہ کہو، کیا آپ جانتے ہیں کہ جس کے مرنے پر اونچی آواز سے رویا جائے گا، اسے عذاب دیا جائے گا، بشرطیکہ وہ مرتے وقت اس کی وصیت کر کے گیا ہو۔''

o

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اس حالت میں آپ سے ملنے کے لیے آئیں تو انھوں نے کہا:

''اے رسول اللہ کے صحابی، اے رسول اللہ کے سسر اور اے امیر المومنین۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ سے فرمایا:

''اے عبداللہ! مجھے بٹھا دو، میں یہ سب کچھ سن کر اب صبر نہیں کر سکتا۔''

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو اپنے سینے سے لگا کر بٹھا لیا۔ اب آپ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

''تم پر جو میرے حق ہیں، میں ان کا واسطہ دے کر تمھیں اس بات سے منع کرتا ہوں کہ تم آج کے بعد مجھ پر نوحہ کرو، تمہاری آنکھوں پر تو میں کوئی پابندی نہیں لگا سکتا (کیونکہ آنسوؤں سے رونے میں کوئی حرج نہیں) لیکن یہ بات یاد رکھو کہ جس میت پر نوحہ کیا جائے گا اور جو خوبیاں اس میں نہیں ہیں، وہ بیان کی جائیں گی تو فرشتے اسے لکھ لیں گے۔''

o

حضرت زید بن سعید رضی اللہ عنہ رو رہے تھے۔ کسی نے ان سے پوچھا:

''اے زید بن سعید! کیوں رو رہے ہیں۔''

دورہ حدیث کے طلبہ کے لیے خوشخبری

اِرشادُ القاری اِلیٰ صحیحِ البخاری

نیا کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن مارکیٹ میں دستیاب ہے

کل قیمت 550 روپے

رعائتی قیمت 330 روپے

براہ راست منگوانے پر ڈاک خرچ مفت

تالیف

مفتی اعظم حضرتِ اقدس مولانا مفتی رشید احمد قدس اللہ سرہ

1- ملتان 0300-7301239

2- راولپنڈی 0321-5123698

3- پشاور 0314-9696344, 091-2580331

4- بہاولپور 0333-6367755, 0622731947

5- اٹک 0302-5475447

6- لاہور 0321-4538727

7- فیصل آباد 0321-7693142

8- ساہیوال 0321-6950003

9- کوئٹہ 0321-8045069

10- رحیم یار خان 0321-2647131

11- ہری پور 0301-8145854

12- سرگودھا 0321-6018171

دوکان نمبر 11، اسلام کتب مارکیٹ نزد جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی رابطہ نمبر 0314-2139797 (کراچی)

انھوں نے جواب دیا:

"میں اسلام کے نقصان پر رو رہا ہوں۔ حضرت عمر ؓ کی وفات سے اسلام میں ایسا شگاف پڑ گیا جو قیامت تک پُر نہیں ہو سکے گا۔"

O

حضرت عبداللہ ابنِ مسعود ؓ نے آکر لوگوں کو بتایا:

"حضرت عمر رضی اللہ عنہ دنیا سے تشریف لے گئے۔"

حضرت ابووائل رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"اس روز میں نے لوگوں کو جتنا غمگین اور روتے ہوئے دیکھا اور کسی دن نہیں دیکھا۔"

پھر حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ نے فرمایا:

"اللہ کی قسم! اگر مجھے پتا چل جاتا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فلاں کتے سے محبت کرتے ہیں تو میں بھی اس سے محبت کرنے لگتا تھا۔ اللہ کی قسم! مجھے یقین ہے کہ کانٹے دار جھاڑیوں کو بھی حضرت عمر ؓ کے انتقال کا غم محسوس ہوا ہے۔"

O

صنعا کے گورنر حضرت ثمامہ بن عدی ؓ تھے۔ انھیں حضور ﷺ کی محبت نصیب ہوئی تھی۔ جب انھیں حضرت عثمان ؓ کے انتقال کی خبر ملی تو رونے لگے اور فرمانے لگے:

"اب ہم سے نبوت کے طرز پر چلنے والی خلافت چھین لی گئی۔" (حیاۃ الصحابہ)

O

جس روز حضرت عثمان ؓ کے گھر کا محاصرہ کر کے انھیں شہید کیا گیا۔ اس دن حضرت زید بن ثابت ؓ ان کی شہادت پر رو رہے تھے۔ حضرت ابوصالح کہتے ہیں کہ جب حضرت ابوہریرہ ؓ ان مظالم کا ذکر کرتے تھے جو حضرت عثمان ؓ ڈھائے گئے تھے تو رونے لگ جاتے اور ان کا ہائے ہائے کر کے زور زور سے رونا مجھے ایسے یاد ہے جیسے میں اب سن رہا ہوں۔

O

قریش کے چند سردار حضور ﷺ کے پاس سے گزرے۔ اس وقت حضور ﷺ کے پاس حضرت صہیب، حضرت بلال، حضرت خباب اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنھم موجود تھے اور یہ سب حضرات خستہ حال، غریب اور کمزور مسلمان تھے۔ انھیں دیکھ کر ان سرداروں نے کہا:

"اے اللہ کے رسول (مذاق کے طور پر یارسول اللہ کہہ کر پکارا) کیا آپ کو اپنی قوم کے یہی لوگ پسند آئے (یعنی غریب اور نادار لوگ) اور کیا ہمیں ان لوگوں کا فرماں بردار بن کر رہنا ہوگا (یعنی اگر ہم ایمان لے آئیں تو کیا ایسے نادار لوگوں کے تابع ہو کر رہنا ہوگا) کیا یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے احسان فرمایا ہے۔ اگر آپ ان لوگوں کو اپنے پاس سے دور کر دیں تو پھر شاید ہم آپ کی پیروی کر لیں۔"

اس سے پہلے کہ آپ ﷺ انھیں کوئی جواب دیتے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

ترجمہ: اور اس قرآن کے ذریعے سے ان لوگوں کو ڈرائیے جو اس بات کا اندیشہ رکھتے ہیں کہ اپنے رب کے پاس ایسی حالت میں جمع کیے جائیں گے کہ جتنے غیر اللہ ہیں، نہ ان کا کوئی مددگار ہوگا اور نہ کوئی شفاعت کرنے والا ہوگا۔ اس امید پر کہ وہ ڈر جائیں اور ان لوگوں کو نہ نکالیے جو صبح شام اپنے پروردگار کی عبادت کرتے ہیں جس سے خالص اس کی رضا ہی کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ان کا حساب ذرا بھی آپ کے متعلق نہیں اور آپ کا حساب ذرا بھی ان کے متعلق نہیں کہ آپ انھیں نکال دیں، ورنہ آپ نامناسب کام کرنے والوں میں سے ہو جائیں گے۔ (سورہ انعام: 51)

یعنی اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو اپنے پاس سے ہٹانے سے منع فرمایا: (جاری ہے)

بڑے قحط

محمد متین شاہ۔ خان گڑھ

مسلسل بھوک کا نام قحط ہے۔ دنیا کی ابتداء ہی سے انسان قحط اور خشک سالی کا سامنا کرتا آیا ہے۔ فرعون کے عہد میں مصر میں سات سال تک دریائے نیل خشک رہا جس سے سخت قحط پڑا۔ لوگوں کے پاس کھانے کو کچھ نہیں تھا۔ غلے کے گودام خالی پڑے تھے۔ انجیل میں کئی قحطوں کا ذکر ملتا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے قحط سے بچنے کا انتظام پہلے سے کر رکھا تھا۔ اس انتظام کی بدولت مصر کے لوگ قحط کی مشکلات سے بچ گئے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے لے کر 1800ء تک یورپ میں کم از کم تین سو پچاس قحط پڑے، یعنی ہر دس یا پانچ سال میں ایک قحط پڑا۔ اس عرصے کے دوران برطانیہ میں ہر دس سال میں ایک بڑا قحط پڑا۔ ان بڑے قحطوں کے علاوہ اور بھی بہت سے چھوٹے چھوٹے قحط پڑے۔

یورپ میں پڑنے والے قحط نسبتاً کم سنگین تھے۔ چین میں ایک ہی صدی میں نوے بڑے قحط پڑے۔ پچھلی صدی میں شمالی چین میں پچانوے لاکھ لوگ بھوک سے لقمۂ اجل بنے۔

22-1921ء میں روس میں قحط لاکھوں لوگوں کو نگل گیا۔ 70-1969ء میں بنگال میں بہت بڑا قحط پڑا جس سے ایک کروڑ آدمی موت کی آغوش میں سو گئے۔ 1942ء میں بمبئی میں دس لاکھ لوگ قحط سے مر گئے۔ ہندوستان میں 1964ء میں اس صدی کا سب سے بڑا قحط پڑا۔

اللہ پاک ہم سب کو تمام آفات سے محفوظ رکھے اور ایمان کی دولت سے مالا مال کرے، آمین۔

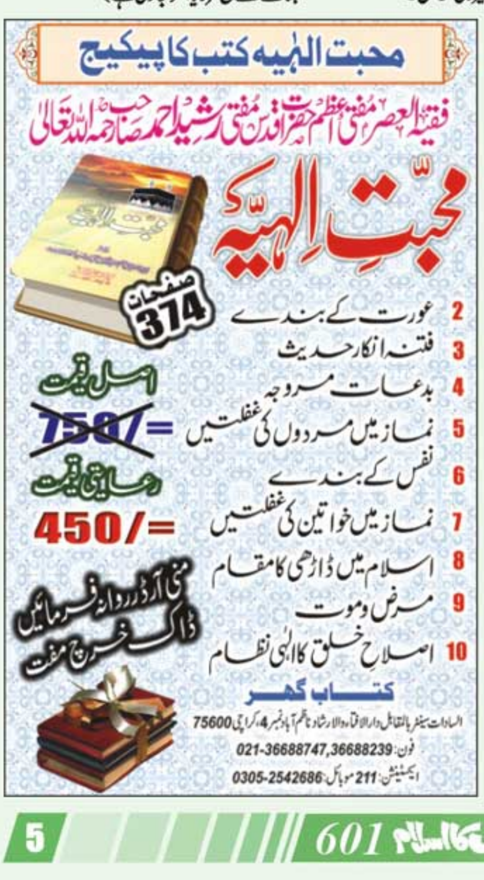

1

اشتیاق احمد

بدنصیب ہوٹل

خون کی بہت سی چھینٹیں اُن کے کپڑوں پر گریں... اُس سے پہلے ٹھک کی آواز گونجی تھی، پھر شیشے کی کوئی چیز نیچے گر کر ٹوٹ گئی، اس کے ٹکڑے ادھر اُدھر بکھر گئے... ساتھ ہی ایک ہولناک چیخ بلند ہوئی... اور اُن کے ساتھ والی میز پر بیٹھا ہوا آدمی دھڑام سے نیچے گرا، اب وہ بری طرح تڑپ رہا تھا... وہ تڑپ رہا تھا اور یہ تینوں بری طرح کانپ رہے تھے، کیوں کہ ان کی زندگی میں بہت سے خوفناک اور ہولناک منظر آئے تھے، لیکن یہ منظر کسی طرح کم خوفناک نہیں تھا... چند سیکنڈ پہلے ایک جیتا جاگتا، موٹا تازہ صحت مند انسان ناشتے میں مصروف تھا، اب فرش پر پڑا ایڑیاں رگڑ رہا تھا اور اس کے سر سے خون تیزی سے بہہ رہا تھا۔

ہوٹل کے ہال میں موجود تمام لوگ اُٹھ کھڑے ہوئے... خوف کا ایک عالم اُن سب پر طاری ہو گیا، کسی کے منہ سے ایک لفظ بھی نہ نکل سکا... اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے اس نے دم توڑ دیا۔

ہال میں اب بھی کسی نے حرکت کرنے یا نکل بھاگنے کی کوشش نہیں کی تھی، یوں لگتا تھا جیسے سب پر سکتہ طاری ہو گیا، آخر کار ہال میں ایک لرزتی آواز گونجی:

''اُف خدا... تیسرا قتل۔''

''تت... تیسرا قتل... کیا مطلب؟'' کئی آوازیں اُبھریں۔

''قصبے میں جو لوگ نئے ہیں، یہ واردات ان کے لیے پہلی بھی تو ہے۔'' ایک اور آواز اُبھری۔

لوگوں کی نظریں آوازوں کی سمت میں اُٹھ گئیں... ایک درمیانے قد کا بھاری بھرکم آدمی کاؤنٹر کی طرف بڑھ رہا تھا... اس کے پیچھے ایک لمبے قد کا پتلا دبلا آدمی تھا... دوسرا جملہ اس نے کہا تھا۔

''ہاں، لیکن ہمیں اس سے غرض نہیں کہ ہوٹل میں کون سا گاہک نیا ہے اور کون سا پرانا... ہمارے لیے سب گاہک برابر ہیں... ٹھہرو... پہلے تو میں پولیس کو فون کر دوں... بیرونی دروازہ تو بند کیا جا چکا ہے... اذاقی... ذرا تم پچھلے دروازوں کو دیکھ آؤ۔''

''او کے سر... آپ فکر نہ کریں... میں ان پر تالے ڈال آتا ہوں... انسپکٹر صاحب نے پچھلی مرتبہ یہی ہدایات دی تھیں۔''

''ٹھیک ہے... جلدی کرو۔''

درمیانے قد والے نے کہا اور پھر کاؤنٹر پر رکھا فون اپنی طرف گھسیٹ کر نمبر گھمانے لگا، جلدی ہی اس نے کہا:

''ہیلو انسپکٹر مشکور علی منظور صاحب۔''

یہ کہہ کر اس نے ہال پر ایک نظر ڈالی، پھر بولا:

''ہیلو... جی ہاں... آپ کا خادم بول رہا ہوں... اس بدنصیب ہوٹل کا مالک سیٹھ بھلوان... جلدی آ جائیے جناب، تیسری واردات ہو چکی ہے... جی... جی ہاں... واقعی ہو چکی ہے... مم... میرا ہوٹل، اب اس کے تباہ ہونے میں کیا کسر رہ جائے گی... جناب... میں ڈوب گیا... جی بس آپ فوراً پہنچیں۔''

محمود، فاروق اور فرزانہ نے پورے ہال پر ایک نظر ڈالی... ہال میں بہت کم میزوں پر لوگ موجود تھے... ریسیور رکھ کر سیٹھ بھلوان نے پھر ہال پر نظر ڈالی اور ایک آدمی کو توجہ سے دیکھنے لگا، پھر اس کی نظریں لاش پر اٹک گئیں... سر سے بہنے والا خون فرش پر کافی دُور تک پھیل گیا۔

''تو یہ تیسری واردات ہے۔'' فرزانہ بڑبڑائی۔

''لیکن ہمارے سامنے پہلی ہے۔'' فاروق بولا۔

''ہاں! اور بہت ہولناک ہے... میں نے ایک منظر بالکل صاف دیکھا ہے، اگر میں تمہیں وہ بتا دوں تو شاید تم مجھے پاگل خیال کرنے لگو گے۔'' محمود نے دبی آواز میں کہا۔

''ہم وعدہ کرتے ہیں، پاگل نہیں خیال کریں گے۔'' فاروق مسکرایا۔

''ہاں! واقعی... یہ وعدہ کر لینے میں کوئی حرج نہیں۔'' فرزانہ نے اس کی تائید کی۔

''فرزانہ! تم بھی اس کے ساتھ شامل ہو گئیں، دماغ تو نہیں چل گیا۔''

''ابا جان نے اوپر بہت دیر لگا دی... جب انھوں نے ہمیں نیچے بھیجا تھا، اس وقت تو وہ قریب قریب تیار ہی تھے۔''

''کچھ اور کرنے لگ گئے ہوں گے۔'' محمود نے کہا۔

''ہاں تو تم ہمیں کیا بات بتانے والے تھے؟''

''بتانے والا کہاں تھا... تم دونوں کو وہ بات بتائی ہی نہیں جا سکتی۔''

''ارے ارے... ایسا بھی کیا۔'' فرزانہ نے بوکھلا کر کہا۔

اسی وقت شیشے کی دیوار کے دوسری طرف پولیس کی جیپیں آ کر رُکیں... شاید پولیس اسٹیشن نزدیک ہی تھا... سیٹھ بھلوان تیر کی طرح دروازے کی طرف لپکا:

''کھولو دروازہ... انسپکٹر صاحب آ گئے۔'' اس نے چوکیدار سے کہا۔

اُس نے دروازہ کھول دیا... سب سے پہلے ایک انسپکٹر اندر داخل ہوا، اس کے پیچھے اس کے ماتحت تھے۔

''آیئے انسپکٹر صاحب آیئے... ویسے میرا خیال ہے... مجھے اب یہ ہوٹل بند کر دینا چاہیے۔''

''لیکن اس میں آپ کا کیا قصور۔'' انسپکٹر مشکور نے پورے ہال کو بغور دیکھتے ہوئے کہا۔

''قصور تو میرا نہیں ہے، لیکن پہلے یہ ہال ناشتا کرنے والوں سے کھچا کھچ بھرا ہوتا تھا... اب یہاں اُلو بولتے ہیں... اور اس واردات کے بعد تو شاید اُلو بھی۔''

''ہوں... خیر آپ فکر نہ کریں... آج میں قاتل کو بچ کر نہیں جانے دوں گا... وہ ضرور کرکٹ کا کھلاڑی معلوم ہوتا ہے۔'' انسپکٹر مشکور نے پُر خیال لہجے میں کہا۔

''جی... کیا مطلب... کرکٹ کا کھلاڑی... یہ اندازہ آپ نے کیسے لگا لیا۔'' سیٹھ بھلوان حیران ہو کر بولا۔

''اس طرح کہ وہ شیشے کی ایش ٹرے کو اس مہارت سے اُٹھا کر مارتا ہے کہ سر

پھوٹ جاتا ہے ... خیر ... پہلے میں لاش کا معائنہ کرلوں، پھر کارروائی شروع کرنی ہے ... کافی دیر لگ جائے گی۔'' یہ کہ کر انسپکٹر مشکور ہال کی طرف بڑھا اور بلند آواز میں بولا:

''سب لوگ نہایت سکون سے اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھے رہیں، آپ کو جلد از جلد فارغ کرنے کی کوشش کی جائے گی۔''

''ابھی ابھی تو آپ کہہ رہے تھے کہ بہت دیر لگ جائے گی۔'' فاروق سے رہا نہ گیا۔

انسپکٹر مشکور نے اس پر ایک تیز نظر ڈالی اور پھر بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا:

''ہمیں یہاں واقعی بہت دیر لگ جائے گی ... آپ لوگوں کو نہیں۔''

اب وہ لاش کے قریب آیا ... عین اُسی وقت باہر سے آواز آئی:

''آج کا تازہ اخبار ... قاتل کا سنسنی خیز اعلان۔''

اس کے ساتھ ہی اخبار والا چھے سات اخبار چوکیدار کے ہاتھ میں تھما کر چلتا بنا:

''قاتل کا سنسنی خیز اعلان ... کیا مطلب؟'' انسپکٹر مشکور نے چونک کر کہا، پھر وہ جلدی سے کاؤنٹر کی طرف آیا، اتنی دیر میں چوکیدار اخبار کاؤنٹر تک لا چکا تھا ... انسپکٹر نے اخبار لیا اور بلند آواز میں خبر پڑھی:

''قصبے میں کل تیسرا قتل ہوگا ... اور معمول کے مطابق پولیس قاتل کا سراغ نہیں لگا سکے گی ... وہ سر پیٹ کر رہ جائے گی ... ساتھ ہی قصبے کی دیواروں پر کچھ لڑکے ایک اشتہار لگاتے نظر آئیں گے ... وہ اشتہار بھی پڑھنے کے قابل ہوگا۔''

انسپکٹر مشکور نے خبر پڑھ کر کیا سنائی، ہال میں سنسنی کی لہر دوڑ گئی ... انسپکٹر مشکور بھی سکتے کے عالم میں کھڑا رہ گیا ... اسی وقت باہر سڑک پر ایک لڑکا ایک اشتہار لگاتا نظر آیا ... راہ چلتے لوگ اس اشتہار کے پاس کھڑے ہو گئے۔

''جھنڈو خان ... اس لڑکے سے ایک اشتہار لے آؤ۔'' انسپکٹر مشکور نے ایک کانسٹیبل سے کہا۔

''بلکہ لڑکے کو بھی بلا لیں ... اس سے پوچھیں تو سہی ... اشتہار اسے کیسے ملے ہیں۔'' فاروق بلند آواز میں بولا۔

انسپکٹر مشکور نے فاروق کو پھر تیز نظروں سے گھورا، لیکن پھر جلدی سے جھنڈو خان سے بولا:

''ٹھیک ہے ... لڑکے کو بھی لے آؤ۔''

''لڑکے کو بلانا تھا تو مجھے گھورنے کی کیا ضرورت تھی۔''

''مہربانی فرما کر خاموش رہیں ... آپ کی باتیں سن کر اُلجھن ہونے لگی ہے ... کہیں میں آپ کو تفتیش میں شامل نہ کرلوں۔''

''وہ تو خیر آپ ہوٹل کے ہال میں موجود سب لوگوں کو ہی کریں گے۔'' محمود نے جواب دیا۔

''ایک نہ شُد دو شُد۔'' انسپکٹر مشکور چلاّ اُٹھا۔

اُسی وقت جھنڈو خان لڑکے کو لیے اندر داخل ہوا، اس کے چہرے پر ہوائیاں اُڑ رہی تھیں۔

''بھئی ڈرنے کی ضرورت نہیں، یہ تمہیں کچھ نہیں کہیں گے۔'' فاروق نے اسے دلاسا دیا۔

''کیا واقعی۔'' لڑکا بولا۔

''ہاں بالکل واقعی ... یہ تو صرف اس اشتہار کے بارے میں معلوم کرنا چاہتے ہیں۔''

''اچھا اب آپ چپ بھی رہیے ... ہاں اوئے لڑکے ... تمہیں یہ پوسٹر کہاں سے ملے؟'' انسپکٹر مشکور بولا۔

''رگو بابا نے دیے ہیں ... اشتہار ہم ہمیشہ انھی سے لیتے ہیں۔''

''کیا مطلب ... یہ رگو بابا کون ہے؟'' انسپکٹر مشکور نے چونک کر کہا۔

باقی صفحہ 11 پر

صرف غذا ہی کمزوری ختم کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے

میزان 24

وزن 400 گرام قیمت 850 روپے

خالص قدرتی اور غذائی اجزاء سے تیار کیا گیا میزان 24 ایک ایسا مرکب ہے جو جسم کے تمام اعضاء کو طاقت دے کر آپ کو صحت مند، توانا اور جاذب نظر بناتا ہے، بھوک اور نیند کی کمی کو پورا کر کے جلد تھکاوٹ کا احساس ختم کرتا ہے۔ نیا اور صاف خون پیدا کر کے چہرے کو بارونق بناتا اور آنکھوں کے گرد سیاہ داغ ختم کرتا ہے، دماغی اور اعصابی قوت پیدا کر کے حافظہ اور نظر کو بھی تیز کرتا ہے، معدہ اور جگر کی اصلاح کر کے بیماریوں سے لڑنے کیلئے قوت مدافعت پیدا کرتا ہے، نیز گیس، قبض، سانس کی تنگی اور پیشاب کے جملہ امراض میں بھی بے حد مفید اور مؤثر ہے۔ متعدل مزاج اور خوشگوار ذائقہ کی بدولت ہر عمر اور موسم میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔ (شوگر کے مریض شوگر فری طلب کریں)

دل کا بائی پاس مت کروائیں

صرف ایک بار میزان 14 استعمال کریں

شہد سبزیوں اور مقوی اجزاء سے تیار کی گئی میزان 14 دل کی شریانوں کی تنگی کو ختم کر کے بند والو کو کھولنے والی دنیا کی سب سے کامیاب اور بے ضرر ہربل پروڈکٹ ہے بڑھے ہوئے کولیسٹرول کو اعتدال پر لا کر دل کو طاقت دیتی ہے۔ بے مثال اور حیرت انگیز نتائج کی حامل یہ پروڈکٹ۔ موٹاپا، جوڑوں کے درد، بلڈ پریشر، فالج، لقوہ، ملیریا بخار اور بواسیر میں بھی بے حد مؤثر ہے۔

قیمت 1450

مقدار 700 ملی لیٹر

اجزاء: شہد، ادرک، لہسن، لیموں، سرکہ سیب مروارید، زہر مہرہ، ورق طلائی، عنبر یشعب

● مولانا ابراہیم، حیدر چالی پٹھان کالونی، بنارس کراچی 0321-2682667 ● حکیم جمال شاہ، مدینہ شاپنگ مال مین طارق روڈ کراچی 0300-2548293
● مرحبا پنسار سٹور، نوکوٹ ضلع میرپورخاص (سندھ) 0300-3119312 ● رحمانی میڈیکل سٹور پرانا کھپرو بس سٹینڈ میرپورخاص (سندھ) 0307-2100345
● ریاض پنسار سٹور ریلوے روڈ ٹیکسلا 0322-5420834 ● مکتبہ علائیہ ناصریہ تحصیل بازار ہارون آباد 0333-4985886
● احسن ہومیو کلینک اینڈ سٹور، گلشن مارکیٹ لوہی روڈ حسن ابدال 0333-5179523 ● مکتبہ امیر شریعت عیدگاہ روڈ میلسی 0300-7734614
● میاں ہومیو اینڈ ہربل سٹور کربلا روڈ ساہیوال 0322-9814004 ● بادشاہ دی ہٹی بوہڑ بازار راولپنڈی 0345-7000088
● شافی دواخانہ شاہی بازار بہاولپور 0307-6679957 ● فخریہ شمسیہ دواخانہ نزد مچھلی منڈی دولت گیٹ ملتان 0300-7382825
● پنجاب ہوزری بٹ مارکیٹ سکول بازار رحیم یار خان 0342-7323604 ● ورلڈ ہومیو سٹور گلی عثمان مسجد تلمبہ روڈ میاں چنوں 0300-8393627
● راوی دواخانہ، ڈکی ضلع لورالائی (بلوچستان) 0344-8282359 ● حکیم مولوی عبداللطیف، مستوئی محلہ کچھی (بلوچستان) 0342-3112120
● بہاری پنسار سٹور، جناح روڈ نوشکی (بلوچستان) 0333-6568040 ● یونانی دواخانہ، صدیق اکبر چوک، چڑالا ضلع باغ (AK) 0312-8006622

مزید مشورہ / کاروباری رابطہ / براہ راست منگوانے کیلئے

حکیم غلام رسول

(40 سالہ تجربہ کار معالج، ماہر نسخہ ساز)

Cell:0312-1624556

پاکستان بھر سے ڈیلرز درکار ہیں

محترم کمپیوٹر صاحب

پروفیسر محمد اسلم بیگ ۔ اسلام آباد

آج کل زندگی کے ہر شعبے میں کمپیوٹر کا راج ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ کمپیوٹر حیرت انگیز طور پر مفید ثابت ہو رہا ہے۔ اس سے مہینوں کا کام دنوں میں، دنوں کا گھنٹوں میں اور گھنٹوں کا کام منٹوں میں ہو جاتا ہے۔ غلطی انسان سے بھی ہو جاتی ہے، لیکن کیا کمپیوٹر بھی غلطی کر سکتا ہے؟ اس سوال کا جواب ہمیں درج ذیل دلچسپ خط و کتاب سے ملے گا۔ یہ اُس وقت کی بات ہے جب کمپیوٹر کے استعمال کو زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا اور اُس کے ساتھ ساتھ کریڈٹ کارڈ کی ''سہولت'' بھی نئی نئی شروع ہوئی تھی۔

بچے

ہر ہر دل کی راحت بچے
ہر ہر گھر کی زینت بچے
ڈھونڈتے ہیں بس الفت بچے
چاہتے ہیں بس چاہت بچے
گھر کی رونق ان سے قائم
ہیں اللہ کی رحمت بچے
بنتے ہیں جو حافظِ قرآں
ہیں وہ قابلِ عزت بچے
پاپڑ ٹافی کھانا چھوڑیں
چاہتے ہیں گر صحت بچے
ہوتے ہیں حیران بڑے بھی
کرتے ہیں جب ہمت بچے
پاؤں تلے ماؤں کی ڈھونڈیں
جو ہیں طالبِ جنت بچے
بنتے ہیں مخدوم وہ اک دن
کرتے ہیں جو خدمت بچے
سایہ ملا ماں باپ کا ان کو
کتنے ہیں خوش قسمت بچے

اثر جونپوری

2 جولائی:

محترمہ: ہمارے ریکارڈ کے مطابق ہمارے 250 روپے واجب الادا ہیں۔ اگر آپ نے یہ اطلاع ملنے سے قبل ہی یہ رقم اپنے اکاؤنٹ میں جمع کرا دی تو براہِ مہربانی اس اطلاع کو کالعدم سمجھئے۔ شکریہ!

(یہ کمپیوٹرائزڈ دستاویز ہے۔ اس پر کسی دستخط کی ضرورت نہیں)

5 جولائی:

میرے ذمے آپ کی کوئی رقم واجب الادا نہیں ہے۔ میں نے گذشتہ ادائیگی کے ساتھ تحریر کر دیا تھا کہ میں یہ رقم دو بار ادا کر چکی ہوں۔ ایک مرتبہ تو اپنے مکمل نام سنبل کہکشاں ملک کے ساتھ اور دوسری مرتبہ مختصر نام سنبل ملک کے ساتھ۔ ان میں دوسرا نام درست ہے۔ مہربانی فرما کر اپنے ریکارڈ کی پڑتال کر لیجیے۔

3 اگست:

محترمہ: ہمارے ریکارڈ کے مطابق آپ کے ذمہ ہمارے 250 روپے ہیں۔ براہِ مہربانی 275 روپے ادا کر دیجیے۔ اس رقم میں حساب کتاب کا خرچ بھی شامل ہے۔ شکریہ!

(یہ کمپیوٹرائزڈ دستاویز ہے۔ اس پر کسی دستخط کی ضرورت نہیں)

16 اگست:

محترم کمپیوٹر صاحب! آپ توجہ نہیں دے رہے ہیں۔ میرے ذمے آپ کی کوئی رقم نہیں ہے۔ جب میں کراچی سے لاہور منتقل ہوئی تھی تو کراچی چھوڑنے سے پہلے میں نے بذاتِ خود بنک جا کر اپنا حساب بے باق کر دیا تھا۔ یہ غلطی ضرور ہوئی کہ اپنا اکاؤنٹ ختم نہیں کروایا۔ یہ سوچ کر کہ شاید آیندہ پھر کراچی ٹرانسفر ہو جائے۔ ویسے بھی میں یہ رقم دو بار ادا کر چکی ہوں۔ اب تیسری بار بالکل نہیں کروں گی۔ مہربانی فرما کر اس کی تحقیق کر لیجیے۔

3 ستمبر:

محترمہ! ہمارے ریکارڈ کے مطابق آپ نے تین ماہ سے اپنی واجب الادا رقم ادا نہیں کی ہے۔ براہِ مہربانی آپ اس مہینے کی خرید کردہ چیزوں کی قیمت 1550 روپے اور بقایا رقم 300 روپے ادا کر دیجیے۔ اس بقایا رقم میں ہمارا خرچ بھی شامل ہے۔ کیا ہم اُمید رکھیں کہ آپ یہ ادائیگی جلد کر دیں گی؟ شکریہ!

(یہ کمپیوٹرائزڈ دستاویز ہے۔ اس پر کسی دستخط کی ضرورت نہیں)

6 ستمبر:

محترم کمپیوٹر صاحب! آپ بار بار غلط اطلاع دے رہے ہیں۔ میں آپ کے 300 روپے کی مقروض نہیں ہوں اور میں بار بار اس کی وضاحت کر چکی ہوں۔ اس کے علاوہ میرے ذمے آپ کے 1550 روپے بھی نہیں ہیں۔ میں نے آتے ہوئے کریڈٹ کارڈ بھی واپس جمع کرا دیا تھا۔ جب کارڈ ہی میرے پاس نہیں ہے تو کیسی خریداری اور کیسا بل؟ براہِ مہربانی اس حساب کی فوراً تصحیح کر لیجیے۔

13 اکتوبر:

محترمہ! ہمارے ریکارڈ کے مطابق آپ نے چار

ماہ سے کوئی ادائیگی نہیں کی ہے۔ آپ کے ذمے ہمارے 1850 روپے کی رقم اور 50 روپے خرچ ادا کر دیجیے، ورنہ ہم آپ کا اکاؤنٹ اپنے آڈٹ ڈیپارٹمنٹ کے حوالے کر دیں گے، تاکہ وہ آپ سے ذاتی طور پر یہ رقم وصول کر سکے۔ شکریہ!

(یہ کمپیوٹرائزڈ دستاویز ہے۔ اس پر کسی دستخط کی ضرورت نہیں)

16 اکتوبر:

معزز آپریٹر صاحب! کیا آپ مہربانی فرما کر کمپیوٹر مشین سے اپنا سر باہر نکالنے کی زحمت گوارا کریں گے، تاکہ اس تحریر کو پڑھ سکیں کہ میرے ذمے آپ کی یہ رقم واجب الادا نہیں ہے، بلکہ آپ کی کوئی رقم بھی میرے ذمے واجب الادا نہیں ہے۔ کچھ بھی نہیں!

3 نومبر:

محترمہ: کیا آپ کو ہمارے حساب کتاب پر کوئی اعتراض ہے؟ ہمارے ریکارڈ کے مطابق تو آپ کے ذمے گذشتہ جولائی سے کوئی رقم واجب الادا نہیں ہے۔ بہرحال آپ اپنی تسلی کے لیے نیچے دیے گئے فون نمبر پر مس ارم سے رابطہ کر لیجیے۔ شکریہ!

(یہ کمپیوٹرائزڈ دستاویز ہے۔ اس پر کسی دستخط کی ضرورت نہیں)

17 نومبر:

محترم کمپیوٹر صاحب! میں نے آپ کے دیے گئے فون نمبر پر مس ارم سے 7 نومبر کو رابطہ کرنے کی کوشش کی۔ اس کے بعد 8، 9، 10، 11 اور 12 نومبر کو بھی کوشش کی، لیکن مجھے جواب میں ریکارڈ شدہ پیغامات اور عید کی مبارک بادوں کے سوا کچھ حاصل نہ ہوا۔ کیا آپ مجھے کسی انسان سے رابطہ کرنے کا موقع فراہم کریں گے۔ کسی بھی انسان سے!

5 دسمبر:

محترمہ: ہمارے کریڈٹ ڈیپارٹمنٹ نے ہمیں ہدایت کی ہے کہ آپ کے ذمے ہماری جو رقم واجب الادا ہے وہ فوراً وصول کریں۔ کیا آپ وہ رقم ہمیں ادا کرنے کا ارادہ رکھتی ہیں؟ ہم ہر ممکن طریقے سے آپ سے تعاون کریں گے، لیکن یاد رہے کہ یہ آپ کے نام آخری نوٹس ہے۔

آپ کے تعاون کا طلب گار! مخلص

نعیم برلاس۔ آڈیٹر

8 دسمبر:

محترم برلاس صاحب! میں نے آپ کے بنک کو جولائی، اگست، ستمبر، اکتوبر اور نومبر میں خطوط ارسال کیے تھے۔ براہِ کرم ان کا مطالعہ کر لیجیے، تاکہ آپ کو معلوم ہو سکے کہ میرے ذمے آپ کی کوئی رقم واجب الادا نہیں ہے۔

26 دسمبر:

محترمہ: ہمارے ششماہی حساب کتاب کے مطابق ہمارا بل غلط تھا۔ آپ کا حساب صاف ہے۔ آپ کے ذمے ہماری کوئی رقم باقی نہیں ہے۔ ہمیں امید ہے کہ آیندہ آپ کو کوئی شکایت نہیں ہوگی۔ ہم تکلیف کے لیے معذرت خواہ ہیں اور اپنی غلطی پر شرمندہ ہیں۔ شکریہ!

آپ کا مخلص! نعیم برلاس آڈیٹر

30 دسمبر:

محترم برلاس صاحب!

آپ کا بہت بہت شکریہ! شکریہ! شکریہ!

3 فروری:

محترمہ: ہمارے ریکارڈ کے مطابق آپ کے ذمے ہمارے 250 روپے واجب الادا ہیں۔ کیا ہم آپ سے جلد ادائیگی کی امید رکھیں۔ شکریہ!

(یہ کمپیوٹرائزڈ دستاویز ہے۔ اس پر کسی دستخط کی ضرورت نہیں)

6 فروری:

محترم کمپیوٹر صاحب! آپ جیتے میں ہاری۔ 250 روپے کا چیک ارسال ہے۔ اُمید ہے، اب میری جان بخشی ہو جائے گی۔

3 مارچ:

محترمہ: ہمارے ریکارڈ کے مطابق آپ نے 250 روپے کی زاید ادائیگی کر دی ہے۔ ہم یہ رقم آپ کے اکاؤنٹ میں جمع کر رہے ہیں۔ شکریہ!

(یہ کمپیوٹرائزڈ دستاویز ہے۔ اس پر کسی دستخط کی ضرورت نہیں)

کِس کی ناراضگی

مسلسل پندرہ دن سے بجنے والے ڈھول نے محلے والوں کی زندگی اجیرن کی ہوئی تھی۔ محلے کی ایک بڑی مسجد کے قریب کا ایک مکان تھا۔ متوسط طبقے کے اس مکان کے قریب سے گزرتے ہر نمازی کے کان ڈھول کی تھاپ اور لڑکیوں کے گانوں کی آوازوں سے گناہ کار ہو رہے تھے۔ صرف مسجد میں جماعت کے وقت گانے بند ہو جاتے تھے۔ جماعت کے فوراً بعد پھر ڈھول بجنے لگتا تھا۔ مسجد میں لوگ سنن و نوافل ادا کر رہے ہوں یا تلاوتِ قرآن مگر کان گانوں اور ڈھول کی آواز سے محفوظ نہیں تھے۔

جمعہ کی تقریر میں امام صاحب نے دھواں دار قسم کی تقریر فرمائی۔ جس میں شادیوں میں خرافات کی برائیاں اور سزائیں سنائیں تو سادہ شادی پر انعامات بھی بیان فرمائے۔ ایسا نہیں تھا کہ کوئی بہت ہی دنیادار قسم کا گھرانہ تھا وہ۔ مسجد کے امام صاحب کا ہی خاندان تھا۔ ان کے بچے رمضان میں تراویح سناتے رہتے ہیں۔ حافظوں کا خاندان تھا مگر چونکہ پہلے بیٹے کی شادی ہے تو دل کے سارے ''ارمان'' پورے کرنے ہیں۔ شادیاں کون سا ''بار بار'' ہوتی ہیں۔

خدا خدا کر کے شادی کا دن بھی آن پہنچا۔

پورا گھر زرد رنگ کے پھولوں کی لڑیوں سے سجا کسی ہندو کا مندر دکھائی دے رہا تھا۔ برقی قمقمے اس کے علاوہ تھے۔ لڑکے کے بالے سفید کرتوں پر زرد رنگ کے دوپٹے گلوں میں ڈالے بھنگڑا ڈال رہے تھے۔ موسیقی کا شور، پٹاخے، اور ہوائی فائرنگ۔ دس محلے دور کے گھروں کو بھی خبر ہو گئی کہ کہیں بارات جانے لگی ہے۔ مووی والا بڑی برق رفتاری سے بارات کا ایک ایک منظر فلم بند کر رہا تھا۔ اس سے پہلے سہرا بندی اور مہندی کے فنکشن کی بھی رات بھر مووی بنا چکا تھا۔ آخر جگری دوست کی شادی تھی۔

دو اڑھائی سو افراد کی بارات آخر بسوں اور بیسیوں کاروں میں قریبی شہر روانہ ہوئی۔ کچھ محلے والے تو فقط اس لیے ساتھ ہو لیے کہ ہو سکتا ہے، ان کی شادی میں سات پھیروں والا عجیب منظر بھی دیکھنے کو مل جائے، کیوں کہ ہر ہندووانہ رسم ڈنکے کی چوٹ پر ہو رہی تھیں۔

مووی والے نے بارات کی بس میں چڑھے کچھ ''خاص'' لوگوں کی تصاویر بھی لیں جنھیں محلے والے بھی آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہے تھے۔ جمعے کی تقریر میں دھواں دھار قسم کا بیان کرنے والے امام صاحب کی پوری فیملی کو بس میں سوار سارے محلے نے دیکھا، کیوں کہ برادری کی ناراضی کا خوف اللہ کی ناراضی کے خوف پر غالب آ گیا تھا۔

اگلے دن ولیمے میں کھانے کے دوران ہلکا ہلکا میوزک بج رہا تھا۔ ایک دوست دلہا میاں کے پاس آ کر بولا:

''یار امجد! میوزک ذرا تیز کرنا، میرے دوستوں کی میز تک آواز نہیں جا رہی۔''

ف ک انصاری۔ جھنگ

''دیکھ نہیں رہے، مولوی بیٹھے ہیں، اسی لیے آہستہ آواز میں لگا رکھا ہے۔'' دلہا میاں نے امام صاحب کی میز کی طرف اشارہ کر کے کہا:

''ہاں تو کیا ہوا، مولوی بیٹھے ہیں۔ ان تک تو صاف آواز جا رہی ہے۔ وہ کون سا تجھے منع کر رہے ہیں۔ تھوڑی سی آواز تیز کر دو۔'' یہ کہہ کر اُس نے خود ہی آواز تھوڑی اور تیز کر دی اور مولوی حضرات کی میز کے پاس سے گزرا جو کھانا کھانے کے ساتھ خوش گپیوں میں بھی مصروف تھے۔

○

''یار نوید! تو میرا اتنا قریبی دوست ہو کر میری شادی میں نہیں آیا۔ بارات میں نہ سہی ولیمے میں تو آ جاتا، وہ تو سنت ہے۔'' امجد نے اپنے دوست سے شکایت آمیز لہجے میں کہا جو شادی کے چند روز بعد اُسے مبارک باد دینے اس کے گھر آیا تھا۔ ساتھ کچھ تحفے تحائف بھی لایا تھا۔

''امجد بھائی! تیرا گلہ اپنی جگہ درست ہے مگر یار! میں نے تجھے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ اگر شادی میں موسیقی اور مووی وغیرہ ہوئی تو میں نہیں آؤں گا۔'' اور تیرا سارا محلّہ گواہ ہے کہ تو نے سب خرافات کی ہیں۔'' نوید نے نرمی سے اسے سمجھایا۔

''ارے چھوڑ یار! اگر یہ سب خرافات ہوتیں تو مولوی حضرات ہماری شادی میں نہ آتے ... تو محلے والوں سے ہی پوچھ لے، ہماری مسجد کے امام صاحب کا پورا خاندان آیا تھا ... فلاں فلاں مسجد کے قاری صاحب، امام اور مؤذن سب آئے تھے، تو ان سب سے زیادہ نیک ہے؟ اگر شادی غلط ہوتی تو یہ لوگ آتے؟'' امجد نے مولوی حضرات کا حوالہ دے کر نوید کو قائل کرنے کی کوشش کی۔

''امجد! بات نیک ہونے کی نہیں ہے۔ بلاشبہ یہ سب بہت نیک لوگ ہیں۔ بات صرف عمل کی ہے۔ یہ سب مولوی حضرات حجت نہیں ہیں۔ اگر انھوں نے تمہاری رسومات والی شادی میں شرکت کر لی تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ تیری شادی سنت کے عین مطابق تھی۔ تو صرف اتنا بتا دے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم میں کسی ایک کی بھی ایسی شادی ہوئی تھی؟'' نوید نے کہا تو امجد نے صرف نفی میں سر ہلایا۔ بولا کچھ نہیں۔

''بس ... مجھے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کا طریقہ پسند ہے اور میں صرف انھی کے طریقوں پر چلنے کی کوشش کرتا ہوں ... تمہارے خاندان کے یہ مولوی حضرات میرے لیے حجت نہیں ہیں۔'' نوید یہ کہہ کر خاموش ہو گیا۔

''اچھا چل چھوڑ ... آ تجھے تیری بھابھی سے ملواؤں۔'' امجد نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔

''نہیں یار ... وہ نامحرم ہے ... یہ میں تیرے لیے مٹھائی اور کچھ ہدیے لایا تھا ... تیرے بابا جان سے مسجد میں ملاقات ہوئی تھی ... انھیں بھی مبارک دی تھی ... مجھے دیر ہو رہی ہے، نماز کا وقت ہے، پھر آؤں گا۔'' نوید نے کہا اور سلام کر کے امجد کو حیرت زدہ چھوڑ گیا۔

○

خولہ اپنی پڑوسن سیما کی عیادت کرنے اس کے گھر بیٹھی تھی۔ باتوں باتوں میں سیما نے کہا:

ناقابلِ اشاعت

ابیقہ ڈیرہ غازی خان 33 صفحات کی کہانی۔ سزا یا آزمائش وار برٹن۔ یقین کی راہ ٹوبہ۔ الٹے میاں واہ کینٹ۔ ابھی باقی ہیں واہ کینٹ۔ تاریک براعظم کی سیر لاہور۔ محفوظ مستقبل واہ کینٹ۔ صبح کا بھولا روڈو سلطان۔ ارادے جن کے پختہ ہوں ملتان۔ دل کی دنیا ملتان۔ قتل کا راز بہاول پور۔ تاوان ساہیوال۔ مظلوم کی آہ ساہیوال۔ عبرت کا نشان راولپنڈی۔ بیگ والی بات گوجرانوالہ۔ ایمانداری گوجرانوالہ۔ حیرت کا جھٹکا گوجرانوالہ۔ دوستی کی قدر گمبٹ۔ روشن مستقبل کہروڑ پکا۔ تاحشر تیرے سائے ٹوبہ۔ کب تک ڈگری۔ صدقہ و قربانی سیالکوٹ۔ تعلیم پشاور۔ یہ کیسے پشاور۔ آخر کیوں ساہیوال۔ ہمیں انصاف چاہیے ساہیوال۔ بچھڑ گئے؟۔ ایک تھا ماسو؟۔ موت کا جھٹکا کراچی۔ بچوں کا اسلام اور ہم ڈی آئی خان۔ افسوس بہاول پور۔ چھوکوٹ قیصرانی۔ وہ وقت یاد کر لیتا کراچی۔ نیا عزم کراچی۔ اتنی سی بات ٹوبہ۔ سبز بتی لاہور۔

بقیہ: بدنصیب ہوٹل

''لیجیے... قصبے کے انسپکٹر ہیں اور رگو بابا کو نہیں جانتے۔'' فاروق پھر بول اُٹھا۔
''تو کیا آپ جانتے ہیں۔'' انسپکٹر مشکور کے لہجے میں حیرت تھی۔
''نہیں! ہم لوگ تو دارالحکومت سے آئے ہیں... بالکل نئے ہیں یہاں... ہم کس طرح جان سکتے ہیں۔''
''اسی لیے خاموش نہیں رہے۔'' انسپکٹر مشکور نے جل کر کہا۔
''کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ دارالحکومت کے لوگ باتونی ہیں۔'' محمود بُرا مان گیا۔
''یہ شاید آپ کے بھائی ہیں؟'' انسپکٹر مشکور نے جواب دینے کی بجائے محمود سے سوال کیا۔
''آپ نے اتنا درست اندازہ کس طرح لگا لیا۔'' فرزانہ کے لہجے میں بلا کی حیرت تھی۔
''شکلیں دیکھ کر... ہاں تو آپ کا اپنے بھائی کے بارے میں کیا خیال ہے؟''
''وہی... جو آپ کا ہے... یہ حضرت واقعی بہت باتونی واقع ہوئے ہیں... خیر پہلے آپ اس لڑکے سے بات کر لیں۔'' فرزانہ نے جلدی جلدی کہا۔
''اوہ ہاں!'' اس نے چونک کر کہا، بُرا سا منہ بنایا اور پھر لڑکے کی طرف مڑا:
''تو تمھیں قصبے کی دیواروں پر پوسٹر لگانے کے لیے رگو بابا سے ملتے ہیں۔''
''جی ہاں! سب لڑکوں کو وہی دیتے ہیں۔''
''جھنڈو خان... اس لڑکے کو ساتھ لے جاؤ اور رگو بابا کو یہاں لے آؤ۔'' یہ کہ کر اس نے لڑکے کے ہاتھ سے سارے پوسٹر لے لیے، موٹے موٹے حروف میں ان پر لکھا تھا:
''واردات کا یہ طریقہ کس قدر محفوظ ہے... کیا آپ بھی کسی کو ختم کرنا چاہتے ہیں... اگر ایسا ہے تو فوری طور پر مجھ سے رابطہ قائم کریں... آپ کا کام بھی اسی مہارت سے کیا جائے گا... کوئی آپ پر شک تک نہیں کر سکے گا... رابطہ قائم کرنے کا طریقہ بھی سن لیں... ہوٹل افشاں کے منیجر کے پاس اپنے نام لکھوا دیں۔''
''کیا!!!'' سیٹھ بھلوان پوری قوت سے چلا اٹھا۔

☆

اس کی آواز نے فضا کو جھنجوڑ کر رکھ دیا... خود محمود، فاروق اور فرزانہ بھی حیرت زدہ رہ گئے، کیوں کہ وہ اس وقت ہوٹل افشاں میں ہی بیٹھے تھے... اور سیٹھ بھلوان ہی ہوٹل کا منیجر بھی تھا... اب سب کی نظریں اس پر جمی تھیں اور وہ تھر تھر کانپ رہا تھا۔
''یہ... یہ کیا مذاق ہے... یہ شخص تو مجھے تباہ کرنے پر تل گیا ہے... پہلے اس نے میرے ہوٹل میں ایک بے گناہ شخص کو قتل کیا، پھر دوسرے کو کیا اور اب تیسرے کو... اس پر ستم یہ کہ اب اس نے اخبار میں بیان بھی دے دیا کہ آج تیسرا قتل ہوگا... وہ بھی ہو گیا... یہ بھی کہا کہ قصبے میں اشتہار لگائے جائیں گے... وہ بھی لگ رہے ہیں اور اس اشتہار میں لکھا ہے کہ قصبے کا کوئی آدمی اگر کسی کو قتل کرانا چاہے تو میرے... پاس اپنا نام لکھوا دے... یہ... آخر یہ کیا ہے۔''
''یہی تو ہم جاننے کی کوشش کر رہے ہیں... کہ یہ کیا ہے، آپ گھبرائیں نہ، کم از کم ایک بات ثابت ہو گئی ہے اور وہ یہ کہ یہ ساری سازش آپ کے خلاف ہے۔''
''مم... میرے خلاف، لیکن جناب کسی کو میرے خلاف اس قسم کی سازش کرنے کی کیا ضرورت پڑ گئی... وہ بھلا اس سازش سے کیا فائدہ اٹھائے گا۔''
''یہ سب کچھ معلوم کرنا ہمارا کام ہے... آپ فکر نہ کریں۔'' انسپکٹر مشکور نے کہا۔
''لل، لیکن اگر میرے پاس کچھ لوگ آنا شروع ہو گئے تو میں کیا کروں گا۔'' سیٹھ بھلوان نے بوکھلا کر کہا۔
''کوئی آپ کے پاس اس غرض سے آ ہی نہیں سکتا... اس طرح تو وہ سامنے آ جائے گا اور ہم اسے گرفتار کر لیں گے۔'' انسپکٹر مشکور نے کہا۔
''جی کیا فرمایا... جرم سے پہلے گرفتار کر لیں گے۔'' فاروق نے حیران ہو کر کہا۔
''چلیے یوں ہی سہی... جرم کے بعد گرفتار کر لیں گے۔''
''لیکن آپ اس کے خلاف ثبوت کیا پیش کریں گے... فرض کیجیے، وہ شخص موقع واردات سے کہیں بہت دور چلا جائے اور کچھ لوگوں کے ساتھ وقت گزارے، وہ لوگ اس کے بارے میں گواہی دیں کہ یہ تو اس وقت ہمارے ساتھ تھا تو آپ اس کے خلاف مقدمہ کس طرح قائم کر سکیں گے۔'' محمود جلدی جلدی بولا۔
''اوہ!'' اس کے منہ سے نکلا... اب وہ بری طرح ان تینوں کو گھور رہا تھا... اس کے ماتحت اپنا کام کر چکے تھے... لاش کی تصاویر لی جا رہی تھیں... فرش پر خون اور شیشے کے ٹکڑوں کی تصاویر بھی لی جا رہی تھیں۔
''مجھے تو ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے یہ سب کیا دھرا آپ لوگوں کا ہے۔''
''جی ہاں! اس میں کیا شک ہے... ملک میں جتنی بھی وارداتیں ہو رہی ہیں، سب ہم ہی تو کر رہے ہیں۔'' فرزانہ نے طنزیہ لہجے میں کہا۔
اسی وقت قدموں کی آواز اُبھری... محمود، فاروق اور فرزانہ نے مڑ کر دیکھا:
''یہ کیا ہو رہا ہے بھئی؟'' انھوں نے اپنے والد کی آواز سنی۔
دوسرے ہی لمحے وہ حیران رہ گئے، کیوں کہ ان کے چہرے پر ریڈی میڈ میک اَپ نے حیرت انگیز تبدیلی پیدا کر دی تھی۔ (جاری ہے)

''کل عذرا کی شادی ہے، میں تو جا بھی نہیں سکتی، طبیعت ہی اتنی خراب ہے اُٹھا بھی نہیں جا رہا۔''
''کیا کہا! عذرا کی شادی ہے کل؟'' خولہ کی حیرت دیدنی تھی۔
''ہاں ہمیں بھی بلایا ہے مگر میں تو جا نہیں سکتی۔'' سیما نے نقاہت زدہ لہجے میں کہا۔
خولہ کے لیے یہ بات کسی دھماکے سے کم نہیں تھی۔ جتنی وہ حیران تھی، اس سے زیادہ خوش بھی تھی۔ گھر آئی تو شوہر سے تذکرہ کیا:
''اچھا! اسی لیے چند دن سے ان کے گھر نیا نیا سامان آ رہا تھا۔ کبھی فریج، کبھی صوفہ سیٹ وغیرہ۔'' اسماعیل نے حیران ہو کر کہا۔
''ہاں... اور آپ دیکھیں کتنے امیر کبیر لوگ ہیں یوسف صاحب... ان کا اتنا وسیع و عریض تین منزلہ بنگلہ دو میل دور سے بھی دکھائی دیتا ہے اور پہلی بیٹی کی شادی کس قدر سادگی سے کر رہے ہیں کہ ہماری دیوار سے دیوار ملی ہوئی ہے... اور ہمیں بھی آج پتا لگ رہا ہے کہ کل شادی ہے۔'' خولہ خوشی سے بھرپور لہجے میں بولی۔
''اور کیا... اور ہیں بھی عام سے دنیادار قسم کے لوگ، نہ میوزک بجا نہ گھر کو بجلی کے قمقموں سے سجایا، نہ شور نہ ہنگامہ... میں روزان کے بنگلے کے سامنے سے گزرتا ہوں... تم نہ بتاتیں تو مجھے تو کبھی بھی پتا نہ چلتا کہ کل اس گھر میں بارات آنی ہے۔'' اسماعیل بھی حیران تھا۔ اُسے وہ مسجد کے قریب والا گھر بھی یاد آ رہا تھا جن کی شادی نے سارے محلے کو پریشان کر دیا تھا۔
اگلے روز یوسف صاحب نے ایک قریبی میدان میں قنات لگوا کر انتظام کیا۔ وہیں بارات آئی اور خاموشی سے لڑکی کو لے گئی۔ وہاں نہ میوزک بجا، نہ ڈھول، نہ مووی۔

ٹھگ کیسے کیسے

فیاض رانجھا صاحب ہمارے جگری دوست ہیں اور سیاسی آدمی ہیں۔ سیاست میں موصوف کا کردار کیا ہے؟ اس کا ذکر کسی اور وقت کے لیے اُٹھا رکھتے ہیں۔ اس وقت ہم اُن کے ایک سیاسی بیان کا ذکر کرنا چاہتے ہیں جسے آپ اُن کا سیاسی عزم بھی کہہ سکتے ہیں۔ رانجھا صاحب کا عزم یہ ہے: ''اگر انھیں ملک کا صدر بنا دیا جائے تو وہ سب سے پہلا کام یہ کریں گے کہ ملک میں جتنے عامل بابے بیٹھے ہیں، ایک ہی دن میں سب کا صفایا کر دیں گے۔ رانجھا صاحب کا یہ عزم ہمارے جذبات کا ترجمان تھا، اس لیے ہم نے انھیں اس مبارک عزم پر مبارک باد دی۔ ہم یہاں آپ کو یہ بھی بتاتے چلیں کہ رانجھا صاحب کا مزاج کچھ ایسا ہے کہ یہ پل میں تولہ اور پل میں ماشہ ہوتے ہیں۔ آج جب ہماری ملاقات رانجھا صاحب سے ہوئی تو اُن کے ہاتھ میں اخبار کا ایک تراشہ تھا۔ ہمیں دیکھتے ہی فوراً انھوں نے وہ تراشہ اپنی جیب میں ڈال لیا، چونکہ رانجھا صاحب ہمارے جگری دوست ہیں، اس لیے ان سے دلی بات اُگلوانا ہمارے لیے کوئی مسئلہ نہیں، بلکہ اصل بات یہ ہے کہ موصوف ہم پر بہت اعتماد کرتے ہیں، اس لیے ان کے راز ہمارے لیے راز نہیں رہتے۔ ہم نے رانجھا صاحب کے چہرے کا جائزہ لیے بغیر ہی کہہ دیا:

''دوست! آج آپ پریشان دکھائی دے رہے ہیں؟''

ہمارا تکّہ لگانا درست ثابت ہوا۔ رانجھا صاحب نے ایک گہرا سانس لیا اور ہمیں بازو سے پکڑ کر اپنے ساتھ بینچ پر بٹھا لیا اور کہنے لگے: ''دوست! آپ سے کیا چھپانا! بات یہ ہے کہ ہم نے ایک کالے علم والے بابے سے ملنے کا پروگرام بنا لیا ہے۔ اخبار میں اُن کا اشتہار آیا تھا جسے ہم نے کاٹ کر محفوظ کر لیا ہے۔ ہماری بابے سے بات بھی ہوگئی ہے اور بس آپ دعا کریں، ہمارا کام ہو جائے، کیونکہ کافی عرصے سے ہمارے کاروبار پر کسی نے کالا علم کرا رکھا ہے اور عامل بابا کہتا ہے کہ کالے علم کا توڑ بس کالا علم ہی ہے۔''

ہمیں فوراً رانجھا صاحب کا سیاسی عزم یاد آیا۔ اس سے پہلے کہ ہم اس مسئلے میں رانجھا صاحب سے بات کرتے، وہ ہمارے ارادے کو بھانپ گئے۔ وہ جلدی سے اُٹھے اور اللہ حافظ کہہ کر یہ جا وہ جا۔ اگلے دن ہمیں رانجھا صاحب سے ایک ضروری کام پڑ گیا۔ ہم اُن کے دروازے پر پہنچے۔ دروازے پر دستک دی۔ ان کا بیٹا باہر آیا:

''بیٹا! ابو سے کہو ان کے دوست حافظ صاحب ملنے آئے ہیں۔''

بچہ تھوڑی دیر کے بعد دوبارہ آیا اور کہا: ''ابو کہہ رہے ہیں کہ میں گھر نہیں ہوں۔''

ہائیں! ہمیں بچے کی معصومیت پر بہت ہنسی آئی۔ ہمیں یقین ہو گیا کہ رانجھا صاحب ہم سے کیوں نہیں ملنا چاہتے۔ اصل میں ان کا خیال یہ تھا کہ شاید ہم انھیں عامل بابے سے روکنے کے لیے آئے ہیں، حالانکہ ہمیں ان سے کام دوسرا تھا۔ کچھ دن ایسے ہی گزر گئے۔ رانجھا صاحب سے کوئی ملاقات نہ ہوئی۔ پھر ایک روز ہم اپنے گھر میں بیٹھے اخبار کا مطالعہ کر رہے تھے کہ دروازے پر دستک ہوئی۔ ہم نے جا کر دیکھا تو رانجھا صاحب ہمارے سامنے کھڑے تھے۔ ہم نے سب سے پہلے ان کے دونوں ہاتھوں کو غور سے دیکھا کہ شاید ان کے ہاتھ میں اپنا کام ہو جانے کی خوشی میں مٹھائی کا ڈبا ہو، مگر ان کے ہاتھ تو خالی تھے۔ رانجھا صاحب کے چہرے سے ہم کچھ کچھ جان گئے کہ ان کے ساتھ ہاتھ ہو گیا ہے۔ میں انھیں لیے مہمان خانے میں چلا آیا۔ رانجھا صاحب نے بیٹھتے ہی بغیر کسی تمہید کے اپنی کہانی سنانا شروع کر دی۔

''بس یار! ہم جس عامل بابے کے پاس گئے تھے، وہ تو ٹھگ نکلا۔ صرف ٹھگ ہی نہیں بہت بڑا فنکار اور ڈرامے باز تھا۔ اس نے ہم سے دو بکرے اور دس ہزار روپے مانگے۔ ہم نے اپنے کاروبار کا رونا روتے ہوئے اسے ایک بکرا اور 5 ہزار روپے پر راضی کر لیا۔ ہم اس کے آستانے جا پہنچے۔ اس نے ہمیں ایک کرسی پر بٹھا دیا اور کہا: ''سامنے دیکھتے رہو!'' ہم نے دیکھنا شروع کر دیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے سامنے لٹکی ہوئی لالٹین زور زور سے ہلنے لگی۔ اتنے میں پاؤں کے اندر سرسراہٹ محسوس ہوئی۔

قیامت تک

حضرت کعب احبار رحمہ اللہ سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس مجلس میں رسولِ کریم ﷺ کی صفات اور خصوصیات کا ذکر چھڑا۔ آپ کے وصال کے بعد حالات پر بات ہوئی) حضرت کعب نے فرمایا:

''کوئی دن ایسا نہیں گزرتا کہ فجر طلوع ہو (یعنی صبح ہو) مگر ستر ہزار فرشتے نبی کریم ﷺ کی قبر کو گھیر لیتے ہیں۔ اپنے پر قبر پر مارتے ہیں (یعنی گرد جھاڑتے ہیں) اور رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجتے ہیں، یہاں تک کہ جب شام ہوتی ہے تو وہ فرشتے آسمان پر چلے جاتے ہیں اور ان کی جگہ دوسرے ستر ہزار فرشتے اترتے ہیں۔ دن والے فرشتوں کی طرح ہی یہ بھی پر مارتے ہیں اور آپ پر درود بھیجتے ہیں۔''

مطلب یہ کہ ہر روز ستر ہزار فرشتے صبح اور ستر ہزار شام کو اترتے ہیں۔ کوئی دن خالی نہیں جاتا۔ گویا یہ معمول قیامت تک جاری رہے گا۔

حضرت کعب احبار بڑے تابعین میں سے ہیں۔ آپ نے حضور ﷺ کا زمانہ تو پایا، لیکن آپ کی زیارت نہ کر سکے۔ حضرت عمر ؓ کے زمانے میں اسلام لائے۔ جب آپ نے یہ بات سیدہ عائشہ صدیقہ اور دوسرے صحابہ کرام ؓ کے سامنے بیان کی تو کسی نے ان کی بات کو تسلیم کرنے سے انکار نہ کیا۔ اس لیے کہ حضرت کعب احبار اہلِ کتاب میں سے تھے۔ آپ نے آسمانی کتب پڑھ رکھی تھیں اور ظاہر ہے، آپ ﷺ کی یہ صفت بھی آپ نے آسمانی کتب میں پڑھی تھی، تبھی انھوں نے بیان کی تھی۔ (سنن دارمی 57/1 مشکوٰۃ: 548)

محمد سرفراز حمزہ۔ بہاول پور

اس روایت میں قابلِ غور بات یہ ہے کہ فرشتے بھی روضہ مبارک پر حاضری دیتے ہیں اور درود پڑھتے ہیں۔

جب نیچے دیکھا تو پاؤں میں ایک دیگچی دائیں سے بائیں جھوم رہی ہے۔ ”گھبراؤ نہیں اپنے سامنے اور پاؤں کے نیچے دیکھتے رہو“ بابے کی آواز آئی۔ ”یہ کیا ہورہا ہے؟“ میں نے گھبراتے ہوئے پوچھا۔

”موکلہ اماں جی حاضر ہورہی ہے۔ وہ ملکۂ جنات ہے۔ سلام کرو! جلدی۔“ میرا تو گلا خشک ہوگیا۔ بڑی مشکل سے سلام کے الفاظ نکلے۔

”اماں جی کہہ رہی ہیں۔ تمہاری جھولی دولت سے بھر دوں گی۔ شرط یہ ہے کہ روزانہ آنا ہوگا۔ پورے چالیس دن۔ کوئی ناغہ بھی نہ ہو۔ آستانے پہنچ کر 333 روپے گلے میں ڈالنے ہیں۔ آتے ہوئے میرے لیے 8 روٹیاں خمیری اور ایک پلیٹ مرغی کا سالن بھی لیتے آنا اور ہاں! آدھا کلو دہی۔ یاد رہے کسی گجر کی کھٹی دہی نہ اُٹھا کرلے آنا، بلکہ عیسلے کی دہی ہوڈبے والی میٹھی!“ مرتا کیا نہ کرتا۔ ہاں ہاں کہتا رہا۔ اتنے میں ہماری کمر میں کھجلی ہونے لگی۔

”خبردار! پیچھے مڑ کر مت دیکھنا، ورنہ ایک لقمہ ہوجاؤ گے۔“ بابے کی گرج دار آواز سنائی دی۔

تھوڑی دیر کے بعد کھجلی ہونا بند ہوگئی۔ یہ ہمارے پہلے دن کا کام تھا۔ ہم پسینے سے شرابور گھر واپس آگئے۔ اگلے دن ہم ڈر کے مارے گئے ہی نہ۔ تیسرے دن ہمیں بکرا اور پانچ ہزار روپے ڈوبتے نظر آئے۔ ہم پھر بابے کے پاس جا پہنچے۔ 333 روپے گلے میں ڈالے۔ 8 روٹیاں خمیری اور مرغے کے سالن کی پلیٹ بھی بابے کو پکڑائی۔ ہم جیسے ہی کرسی پر بیٹھے، لالٹین اور دیگچی پورے زور و شور سے ہلتے دکھائی دیے۔

”ناغہ کیوں کیا؟ اب تلافی کرنا ہوگی۔ ایک دیگ قورمہ، 2500 روٹیاں، فوراً بندوبست کرو۔ سوچ کیا رہے ہو۔ زیور بیچو زیور! کاروبار چمکے گا تو اور بنوا دینا۔“

ہم نے ہانپتے کانپتے حامی بھرلی۔ تھوڑی دیر کمر میں کھجلی ہوتی رہی اور پھر اگلے دن آنے کا وعدہ کرکے ہم واپس لوٹ آئے۔

”یار! جو رقم گئی سو گئی۔ ہمیں ڈر اس کم بخت ملکۂ جنات اماں جی کا ہے۔ وہ کہیں ہمیں بھی ذبح کرکے نہ کھا جائے۔“

رانجھا صاحب کی یہ روداد سن کر ہمیں بہت ہنسی آئی مگر ہم نے پورے ضبط سے کام لیا، کیونکہ اگر ہماری کھیں کھیں نکل جاتی تو رانجھا صاحب ہم سے ناراض ہوجاتے۔ اس لیے ہم نے بمشکل سنجیدگی کو جمع کیا اور کہا:

”رانجھا صاحب! اس ملکۂ جنات کو تو ہم سنبھال لیں گے۔ گارنٹی ہوئی۔ باقی رہا آپ کا مسئلہ۔ اس کا بھی حل ہے۔ وہ مسئلہ ہی کیا؟ جس کا حل نہ ہو۔ آپ کو بس۔“

”دیکھیے! حافظ جی! یہ ذہن میں رہے کہ میرا کاروبار ٹھپ ہے۔ ایک بکرا اور 5 ہزار اس بابے کو بھی دے چکا ہوں۔“

رانجھا صاحب درمیان میں ہی بول پڑے۔ ہم نے عرض کیا، فکر نہ کریں آپ کی جیب محفوظ رہے گی، بس عملی طور پر آپ کو ہمت کرنا ہوگی۔ ایک کام کرنے کا ہے۔ ایک بچنے کا ہے اور دو وظیفے ہیں۔ کرنے کا کام یہ ہے کہ آپ کو حقوق اللہ اور حقوق العباد کی پوری فکر کرنا ہوگی۔ بچنے کا کام یہ ہے کہ گناہ سے بچیں۔ اس لیے کہ قرآنِ حکیم ہمیں بتاتا ہے کہ ہمارے اُوپر جو مصیبت بھی آتی ہے، گناہوں کی وجہ سے آتی ہے۔ پہلا وظیفہ یہ ہے کہ اول و آخر درود شریف 7، 7 مرتبہ درمیان میں ”یَا قَھَّارُ“ سات مرتبہ ہر نماز کے بعد اور رات سونے سے پہلے پڑھیں۔ دوسرا وظیفہ یہ ہے کہ آخری تین قل صبح و شام تین تین مرتبہ پابندی سے پڑھتے ہیں۔ ان شاء اللہ ہر قسم کے اثراتِ بد سے محفوظ ہوجائیں گے اور رزق کے دروازے کھلنے لگیں گے۔

ہماری اس تفصیل سے رانجھا صاحب کی آنکھیں چمکنے لگیں۔ انھوں نے اپنا ہاتھ جیب کی طرف بڑھایا تو ہم نے ہاتھ پکڑ لیا۔ ”نہیں رانجھا صاحب نہیں! بالکل ہی نہیں۔ پیسوں کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ یہ نہیں ہوگا۔ ہرگز نہیں ہوگا۔ آپ ہمارے جگری دوست ہیں۔“

”چھوڑو یار! آپ کو پیسے کب دینے لگا ہوں۔ میں تو اپنا رومال نکال رہا ہوں۔“

”اوئے مر گئے۔“ ہمیں بہت شرمندگی ہوئی۔ رانجھا صاحب کہنے لگے:

آپ میرے لیے دعا بھی کریں نا! ہمارا کام ہوجائے میں آپ کو خوش کردوں گا۔“

”رانجھا صاحب! آپ اللہ کو راضی کریں۔ ہم آپ سے ناراض کب ہیں۔ رب راضی تے جگ راضی! چائے لیں۔ ٹھنڈی ہورہی ہے۔“

مسکراہٹ کے پھول

☆ بیوی: ذرا کچن سے نمک دینا۔
شوہر: یہاں تو نمک نہیں ہے۔
بیوی: مجھے پتا تھا، آپ یہی کہیں گے، اس لیے میں پہلے ہی اٹھا لائی تھی۔

☆ بس میں دو عورتیں سیٹ پر بیٹھنے کے لیے جھگڑ رہی تھیں۔ کنڈکٹر نے تنگ آکر کہا:
”آپ میں سے جو عمر میں زیادہ ہو، وہ بیٹھ جائے۔“
دونوں میں یک دم جھگڑا ختم ہوگیا۔ اب دونوں ہی بیٹھنے کے لیے تیار نہیں تھیں۔

☆ مجید لاہوری اور رشید اختر ندوی دونوں بہت زیادہ موٹے اور ڈیل ڈول والے تھے۔ ایک روز انھیں سائیکل رکشا پر جانا پڑا۔ رکشے والا انھیں کھینچ کھینچ کر پسینے پسینے ہوگیا۔ راستے میں مجید لاہور پان لینے کے لیے اترے تو ساتھ ہی رشید اختر بھی اتر گئے۔ رکشے والے کو موقع ہاتھ آگیا۔ رکشہ لے کر بھاگ نکلا۔ مجید نظامی نے اسے بھاگتے دیکھا تو پکارے:
”کہاں جارہے ہو، اپنا کرایہ تو لیتے جاؤ۔“
رکشہ ڈرائیور نے گردن گھما کر کہا:
”نہیں صاحب! زندگی رہی تو کسی اور سے کما لوں گا۔“ (بنتِ سیف الرحمٰن۔ گوجرانوالہ)

☆ انٹرویو لینے والا (امیدوار سے) تمہارے کتنے بھائی ہیں۔
امیدوار: جی نو!
آفیسر: تمہارا نمبر کون سا ہے۔
امیدوار: جی! زونگ کا۔

☆ بیٹا: امی! میں آپ کو دو خبریں سنانا چاہتا ہوں، ایک اچھی، ایک بری۔
ماں: اچھا تو پہلے اچھی خبر سناؤ۔
بیٹا: میں پاس ہوگیا ہوں۔
ماں: (خوش ہوکر) اور بری خبر کیا؟
بیٹا: بری خبر یہ ہے کہ پہلی خبر غلط تھی؟

☆ شوہر: (غصے میں) آخر اس گھر میں کس کا حکم چلتا ہے۔
بیوی: اس بات کا جواب سن کر آپ کو کوئی خوشی نہیں ہوگی۔ (محمد اسد راشد۔ لاہور)

☆ ایک دوست: یار اگر رات کو نیند نہ آئے تو کیا کرنا چاہیے۔
دوسرا دوست: اس کا انتظار کرنے کے بجائے سو جانا چاہیے۔ (محمد طلحہ حنیف۔ چشتیاں)

☆ لڑکا: (جلیبی والے سے) آپ کتنے عرصے سے جلیبیاں بنا رہے ہیں۔
جلیبی والا: 30 سال سے بنا رہا ہوں۔
لڑکا: اتنے سال گزر گئے، لیکن افسوس آپ کو اب تک سیدھی جلیبی بنانا نہیں آیا۔

☆ راہ گیر: (بھکاری سے) کیا تم گونگے ہو۔
بھکاری: جی ہاں! (حافظ محمد اشرف۔ حاصل پور)

آمنے سامنے

☆ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ: شمارہ 595 ہمارے سامنے ہے۔ دو باتیں میں آپ نے جن کتابوں کا ذکر کیا ہے۔ ان میں سے اہم اہم واقعات بچوں کا اسلام میں ضرور شائع کریں۔ مولانا اللہ وسایا صاحب کی مختصر رپورٹ پڑھ کر ہمیں پتا چلا کہ مرزائیوں نے یہ کہا تھا کہ اگر 1974 کی اسمبلی کی کارروائی منظرِ عام پر آجائے تو آدھا پاکستان مرزائی ہوجائے گا۔ اصل میں ان لوگوں کو اِدھر اُدھر کی ہانکنے کی بیماری ہے۔ وہ ایسے ہی اوٹ پٹانگ دعوے کرتے رہتے ہیں، لیکن ناکامی ان کا مقدر بنتی ہے۔ ذرا آواز دینا، کچا مکان بہت اچھی کہانیاں تھیں، لیکن سید بلال پاشا کی تحریر شریف مرد سے بالکل ملتی جلتی کہانی خواتین کا اسلام کے شمارہ نمبر 468 میں چپس کا پیکٹ کے نام سے شائع ہوچکی ہے۔ (اسامہ ایوان گلشنِ اقبال کراچی)

ج: شریف مرد دراصل سید بلال پاشا کی کہانی نہیں تھی۔ ان کا نام غلطی سے شائع ہوگیا ہے۔ کہانی دراصل محترم ف ح کراچی نے ارسال کی تھی۔ ان سے وضاحت طلب کی جائے گی اس سلسلے میں۔

☆ یہ میرا تیسرا خط ہے۔ آپ نے میرے نام کے معانی پوچھے ہیں۔ میرا نام میری دادی نے رکھا تھا۔ میرا نام "پَرِیس" ہے۔ مجھے اس کا معنی معلوم نہیں۔ کچھ لوگ کہتے ہیں، یہ نام پارس سے بنا ہے۔ بچوں کا اسلام کے تمام سلسلے بہت زبردست ہیں۔ واقعات صحابہ کے پڑھ کر ایمان تازہ ہوجاتا ہے، لیکن شروع کرتے ہی ختم ہوجاتے ہیں۔ پڑھتے ہوئے ہم خود کو اسی دور میں محسوس کرتے ہیں۔ اثر جون پوری کی نظمیں ہمیں بہت پسند ہیں۔ (بنتِ فضل حسین۔ آگرہ تاج کالونی کراچی)

ج: آپ اپنے نام کے بارے میں کسی عالم سے پوچھیں۔

☆ ایک کہانی ارسال ہے، اگرچہ اس میں کہانی پن ہے نہیں۔ اگر اصلاح کے بعد قابلِ اشاعت ہوجائے تو شائع کردیں۔ (عمارہ الیاس۔ ڈیرہ غازی خان)

ج: جی اچھا!

☆ آج بچوں کا اسلام پڑھ کر آپ کے بھائی کی وفات کا علم ہوا۔ روزنامہ اسلام میں یہ خبر نہیں پڑھ سکا تھا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور درجات بلند فرمائے۔ (قاری محمد مظہر حسین۔ منڈی جہانیاں)

ج: آمین!

☆ دادا جان! ایک سوال کا جواب آمنے سامنے میں دیں۔ وہ یہ کہ آپ کو جس خط یا پھر میرے خیال سے جس کی تحریر پسند نہیں آتی ہے تو آپ اس کو ردی کی بالٹی میں ڈال دیتے ہیں۔ یہ سوچے بغیر کہ کس نے کس قدر محبت اور چاہت سے لکھا ہوگا۔ میرے میٹرک اور ایف ایس سی میں سب سے زیادہ اچھے نمبر، ہمیشہ اُردو میں رہے ہیں۔ میں خود بھی کہانیاں اور ناول لکھتی ہوں۔ میری کہانیاں اور ناول فوج کے بارے میں ہوتے ہیں، کیونکہ میں فوج سے بہت زیادہ محبت کرتی ہوں۔ میں خود بھی ایسے خاندان سے تعلق رکھتی ہوں جس میں اکثر لوگ فوج کے اعلیٰ افسر ہیں اور ہمارے خاندان کے لوگوں کی لکھی ہوئی کتابیں باہر پڑھائی جاتی ہیں۔ دادا جان! میں آپ سے یہ کہنا چاہتی ہوں کہ میں نے بھی کئی بار کہانی دینے کا سوچا تھا۔ بچوں کا اسلام میں، لیکن یہ خیال آتے ہی کہ اگر آپ کو میری تحریر پسند نہ آئی تو آپ اُسے بھی ردی کی ٹوکری میں ڈال دیں گے۔ تو اس خیال سے بھی تحریر نہ بھیجی۔ آپ سے بس میری یہی درخواست ہے کہ خدارا دوسروں کا دل رکھنا سیکھیں۔ (ا۔ب۔ج۔ کراچی)

ج: آپ نے یہ نہیں لکھا کہ ناقابلِ اشاعت کہانیوں کا کیا کیا جائے۔ میں بھی فوج سے بہت محبت کرتا ہوں۔

☆ پہلی بار خط لکھ رہی ہوں۔ بچوں کا اسلام بہت پسند ہے۔ تمام رائٹرز بہت اچھا لکھ رہے ہیں۔ مجھے آپ کی دو باتیں بہت پسند ہیں۔ محترم ہاشمین صاحب کی کہانیاں بہت اچھی لگتی ہیں۔ براہِ کرام اس خط کو ردی کی بالٹی سے بچائیں۔
(بریرہ شفیق بنتِ قاری شفیق الرحمٰن۔ بالاکوٹ)

ج: شکریہ!

☆ آج کل آپ نیوز چینل نہیں لگا رہے، لگتا ہے، محمد شاہد فاروق صاحب بسوں میں الجھے ہوئے ہیں۔ آپ کی مصروفیت کے پیشِ نظر خط مختصر لکھا ہے۔ (حافظ خرم شہزاد۔ جھنگ)

ج: آپ نے اچھا کیا۔

☆ کیا میں آپ کو دادا کہہ سکتی ہوں۔ اگر ہاں میں جواب ہو تو پھر یہ بتائیں، میری اور میرے بھائی کی کہانیاں کیوں شائع نہیں ہوئیں۔ ہم بھی لکھتے رہیں گے، آپ شائع کریں یا نہ کریں۔ (وقاص عمر فاروقی۔ ثریا جمیل۔ روڈ وسلطان)

ج: آپ چاہے پردادا کہہ لیں، کہانیاں تو قابلِ اشاعت ہونے کی صورت میں ہی شائع ہوں گی۔

☆ بچوں کا اسلام اس دور میں جگنو کی مانند ہے جس نے کسی پرندے کو راستہ دکھا کر اپنا نام زندہ کیا تھا۔ پہلے بھی خط لکھا تھا، شائع نہیں ہوا۔ امید ہے،۔ اس بار شائع کریں گے اور ہمیں خوشی دیں گے۔ مسلمان کو خوش کرنا ثواب کا کام ہے۔
(حافظ ارباب بنتِ بشر احمد)

ج: خوشی وصول کرلیں۔

☆ آج کل ماشاء اللہ حمزہ شہزاد اور ف ح کراچی چھائے ہوئے ہیں۔ شاہد صاحب بس ایویں ہی لوڈشیڈنگ کی طرح آخری صفحے پر پھیر مارتے ہیں۔ اب تو آپ کو سرور مجذوب ہونے کا اعتراف کرنا ہی پڑے گا۔ آپ کے گول مٹول جوابات بہت شوق سے پڑھتا ہوں۔ (محمد عثمان علی۔ سرگودھا)

ج: کیوں جی! اب ایسی کیا بات ہوگئی۔

☆ میں آپ سے پرانے شمارے منگوانے کا طریقہ پوچھنا چاہتا ہوں۔ امید ہے، توجہ فرمائیں گے۔ (حذیفہ کمال، مبشر محمود۔ چکڑالہ)

ج: اس نمبر پر بات کریں۔ 03213557807

☆ CA کا طالب علم ہوں۔ آپ سے بچوں کا اسلام کی نسبت سے محبت ہے۔ عمر 20 سال ہے۔ فلسفہ، مذہب اور نفسیات پر الحمدللہ اچھا لکھ سکتا ہوں۔ کچھ تحریریں ارسال ہیں۔ آپ ان کو دیکھ کر بس بتادیں کہ میری تحریریں شائع ہونے کے قابل ہیں یا نہیں۔ (اسرار احمد۔ کراچی)

ج: جی اچھا! پڑھ کر ضرور بتاؤں گا۔

☆ عرصہ دراز سے بچوں کا اسلام پڑھ رہے ہیں، لیکن خط پہلی بار لکھ رہے ہیں۔ آپ کی کتاب میں ہم نے اپنے بھائی خواجہ محمد آصف شہید کے بارے میں پڑھا۔ کیا آپ بتاسکتے ہیں کہ آپ نے ہمارے بھائی کے بارے میں معلومات کیسے حاصل کیں۔ ویسے اگر ہم اپنے بھائی کے بارے میں بچپن سے لے کر شہید ہونے تک کی باتیں لکھیں تو کیا آپ شائع کریں گے۔ جواب ضرور دیں۔
(ہمشیرہ خواجہ محمد سعد عثانی۔ نور پور نورنگا)

ج: جس کتاب کا آپ نے ذکر کیا، وہ میں نے نہیں لکھی۔ قاری محمد اسحاق صاحب آپ کے سوال کا جواب دے سکتے ہیں۔ آپ انھیں فون کرلیں۔ باقی بچوں کا اسلام کے لیے آپ ضرور اپنے بھائی کے حالات لکھیں۔ ان شاء اللہ شائع کروں گا۔

بچوں کا اسلام کی عدالت

محترم اشتیاق احمد صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ: میں بچوں کا اسلام کی عدالت میں ایک تازہ کیس مع کیک لے کر حاضر ہوا ہوں۔ میرا یہ کیس ''شاہد فاروق پھلور'' صاحب کے متعلق ہے اور میں اس کا جج پھلور صاحب کے وکیلِ مفت پروفیسر اسلم بیگ صاحب کو بناتا ہوں۔ اگر انصاف کیا گیا تو آدھا کیک پروفیسر صاحب کو بھجوایا جائے گا اور آدھا پھلور صاحب کو۔ رہے آپ، آپ نہ تین میں نہ تیرہ میں بلکہ نائن الیون یعنی نو دو گیارہ میں۔ میرا کیس یہ ہے کہ ہمارے ایک انتہائی عظیم لکھنے والے حافظ عبدالجبار صاحب نے ایک مرتبہ نیوز چینل کا پوسٹ مارٹم کیا کر ڈالا، اس کے بعد سے آج تک پھلور صاحب نے انھیں معاف نہیں کیا، بلکہ وہ اپنے اکثر نیوز چینل میں انھیں ''رگڑا'' لگانا ضروری سمجھتے ہیں۔ اس سلسلے میں مدیر صاحب بھی ان کی بے جا وکالت کرتے ہوئے نظر آتے ہیں اور کہتے ہیں: ''جی! رگڑا اور نیوز چینل کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔'' حافظ صاحب کو سالنامے میں بھی معاف نہیں کیا گیا۔ شاہد صاحب نے نیوز چینل میں انھیں رگڑ دیا۔ پروفیسر صاحب نے امتحان میں انھیں کھری کھری سنا دیں۔ نفیسہ سعدیہ صاحبہ نے قارئین کو اپنے مگر مگر لگانے کا الزام عائد کر دیا۔ بے چارے حافظ صاحب چاروں طرف سے گھرے ہوئے ہیں۔ انھیں انصاف فراہم کریں۔ (محمد زید حجابی)

فیصلہ

درخواست دہندہ نے اپنی مرضی سے ہی عدالت تشکیل دے دی ہے اور اپنے ہی نامزد کردہ جج کی توہین کے تین طرح سے مرتکب بھی ہوئے ہیں۔

1 درخواست کے شروع میں (سطر نمبر 3) عدالت کو کیک کی رشوت دینے کی پیش کش کی ہے۔
2 سطر نمبر 7، 8 میں عدالت پر بے جا الزام تراشی کی ہے۔
3 آخری سطر (نمبر 12) میں عدالت کو دھمکی دینے پر بھی اُتر آئے ہیں۔

لہٰذا عدالت درخواست دہندہ کو توہین عدالت کے جرم کا مرتکب قرار دیتی ہے۔

البتہ کیس میں اپنے موکل کے ساتھ جس کمال ہمدردی کا مظاہرہ کیا گیا ہے، اس سے متاثر ہو کر عدالت نہ صرف درخواست دہندہ کی سزا معاف کرتی ہے، بلکہ انعام کے طور پر انھیں اس بات کی اجازت دیتی ہے کہ وہ:

1 آیندہ ہر نیوز چینل کم از کم پانچ مرتبہ پڑھا کریں۔
2 ایک مرتبہ بلند آواز سے پڑھ کر گھر والوں کو بھی سنایا کریں۔
3 اس کی پچاس عدد فوٹو سٹیٹ نقول تیار کر کے لوگوں میں تقسیم کیا کریں۔

نیز عدالت درخواست دہندہ (محمد زید حجابی) کو ہدایت کرتی ہے کہ وہ اپنا اور اپنے موکل حافظ عبدالجبار سیال کا شناختی کارڈ عدالت میں جمع کرائیں، تاکہ عدالت محمد زید کے حجاب (پردے) میں اس درخواست کے اصل ماسٹر مائنڈ کو بے نقاب کر سکے اور درخواست دہندہ کو اس کے جبر سے آزاد کرا سکے۔ (محمد اسلم بیگ)

صبح کس حال میں کی

☆ ربیع بن خثیم رحمہ اللہ سے اگر کوئی پوچھتا کہ صبح کس حال میں کی؟ تو جواب دیتے کہ ہماری صبح تو یہ ہے کہ اپنی کمزوری اور گناہ نظر کے سامنے ہیں، اللہ کا رزق کھاتے ہیں اور موت کے انتظار میں ہیں۔

☆ حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ سے کسی نے پوچھا کہ صبح کس حال میں کی؟ فرمایا وہ شخص کیسی صبح گزارے گا جو ایک گھر سے دوسرے گھر جانے کی فکر میں ہو، اور کچھ پتا نہ ہو کہ ٹھکانا جنت میں ہے، یا دوزخ میں۔

☆ حضرت عیسیٰ علی نبینا علیہ السلام سے کسی نے پوچھا، اے روح اللہ آپ کی صبح کیسی ہے؟ ارشاد فرمایا: صبح کا یہ حال ہے کہ جس چیز کی امید رکھے ہوئے ہوں، جس کا خطرہ ہے، اسے دور کرنے کی طاقت نہیں، اپنے اعمال کے حال میں جکڑا ہوا ہوں، خیر اور بھلائی سب کی سب میرے غیر (یعنی اللہ تعالیٰ) کے قبضے میں ہے، اور مجھ سے زیادہ کوئی محتاج نہیں ہوگا۔

☆ عامر بن قیس رحمہ اللہ سے کسی نے پوچھا کہ تیری صبح کا کیا حال ہے؟ فرمایا کہ میں نے اس حال میں صبح کی ہے کہ اپنے اوپر گناہوں کا بوجھ لادے ہوئے ہوں، اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں دبا ہوا ہوں، کچھ پتا نہیں کہ میری عبادتیں میرے گناہوں کا کفارہ بنتی ہیں یا انعامات الٰہیہ کے شکرانے میں شمار ہو جاتی ہیں۔

☆ محمد بن سیرین رحمہ اللہ نے کسی سے حال پوچھا، اس نے ان سے کہا کہ اس شخص کا کیا حال ہے جس کے ذمے پانچ سو درہم کا قرضہ ہے اور وہ عیال دار بھی ہے، یہ سن کر محمد سیرین رحمہ اللہ گھر تشریف لے گئے، اور ہزار درہم اسے دے کر فرمایا کہ پانچ سو کا قرض ادا کرے، اور باقی پانچ سو اپنے اہل و عیال پر خرچ کرے، اس کے بعد پھر کسی سے حال نہیں پوچھا کرتے تھے، کہیں وہ اپنا ایسا حال بتائے کہ جس کی اصلاح اس کے ذمہ واجب ہو جائے۔ (تنبیہ الغافلین ص 597)

مفتی محمد معاویہ اسماعیل۔ کبیروالا خانیوال

☆ آپ کے چھوٹے بھائی کے انتقال کی خبر پڑھی۔ عید کے موقعے پر یقیناً یہ بہت بڑا حادثہ تھا۔ ہم لوگ دعا گو ہیں اللہ پاک آپ کو صبر جمیل اور مرحوم کی مغفرت فرمائے۔ آمین۔ (محمد ابراہیم قاسمی۔ ملتان)

ج: شکریہ!

بچوں کا اسلام میں ایک مضمون فاتح کون پڑھا۔ یہ مضمون حافظ نوید احمد عجمی کے نام سے شائع ہوا۔ حافظ نوید احمد نے یہ مضمون نقل کیا ہے۔ پہلے روزنامہ ایکسپریس میں شائع ہو چکا ہے۔ لہٰذا بہت افسوس ہوا۔ (قاضی محمد اسرائیل۔ گڑنگی)

ج: مہربانی فرما کر ایکسپریس میں شائع ہونے والے مضمون کی فوٹو کاپی ارسال کریں، تاکہ ثبوت مل جائے۔ شکریہ!

☆ دادا جان! یہ میرا تیسرا خط ہے۔ اس سے پہلے دو خط گدھے کے سر سے سینگ کی طرح غائب ہیں۔ پتا نہیں ان کو آسمان کھا گیا یا زمین نگل گئی۔ تمام لکھنے والے اچھا لکھ رہے ہیں۔ غیر حاضر دماغ کا نیوز چینل بھی بہت اچھا ہوتا ہے۔ (بشریٰ خالد۔ نور پور نورنگا)

ج: نہ آسمان نے کھائے، نہ زمین نے نگلے، آپ کا یہ خط تو یہی کہہ رہا ہے۔

بے ہدایتا

سارہ الیاس۔ ڈیرہ غازی خان

میری ماں تہجد کے وقت سے مصلے پر بیٹھی دعا میں مصروف ہے۔ دعا کیا ہے، وہ پگلی توراز و نیاز کرتی ہے رب سے۔ دل کا حال کہتی ہے ان سرگوشیوں میں۔ وہ مانگتی کیا ہے؟ صرف تین چیزیں۔ اپنے ایمان پر خاتمے کی دعا، سعد بھائی کی شہادت کی دعا اور میرے لیے ہدایت، ہاہاہا! اس کا خیال ہے کہ میں بے ہدایتا ہوں۔ راہ سے بھٹک گیا ہوں، حالانکہ بے وقوف ہے وہ، صرف وہی نہیں میرا پورا خاندان، بلکہ دادی کا اک اک گھرانہ بے وقوف ہے اور جو چند فرزانے ہیں ناں، انھیں یہ دیوانے، بے ہدایتا کہتے ہیں انھیں۔

اب دیکھیں نا آپ، میں 5 سال کا تھا جب ابو جان افغان جہاد میں شرکت کے لیے چلے گئے۔ مدت بعد ایک دو بار ان کی شکل دیکھ پایا تھا میں۔ بہت کم وقت کے لیے گھر آتے تھے۔ وہ بھی سال چھ ماہ بعد۔ پھر ان کی کوئی خبر نہیں آئی تھی۔ اس زمانے میں لوگ بڑی عقیدت رکھتے تھے ہمارے گھرانے سے۔ اب تو نوجوان پڑھا لکھا، طبقہ دہشت گردوں کا گھرانہ کہتا ہے، تب لوگ دعا کرانے دور دور سے آتے تھے۔ بڑی مشکلوں سے وقت کٹتا تھا۔ میں بچہ تھا اور سعد، بچہ ہونے کے باوجود بڑا بن گیا تھا۔ اب وہ مجھ سے کھیلتا نہیں، نصیحتیں کرتا تھا۔ کام کاج میں امی کا ہاتھ بٹاتا اور نشانہ بازی کی مشق کرتا۔ ابو کا کوئی اتا پتا نہیں ملتا تھا۔ ان حالات میں میرے دل میں اس سب کچھ کے لیے بیزاری بیٹھ گئی تھی۔

پھر سعد بھائی بھی چلے گئے۔ میرا اس سب کی طرف ذرا بھی دھیان نہیں تھا، چنانچہ ماموں لوگوں کو ماں کی دیکھ بھال کا کہہ کر میں شہر چلا آیا اور کالج میں داخلہ لے لیا۔ یہاں زندگی بہت دلچسپ تھی۔ کچھ سرپھرے یہاں بھی موجود تھے۔ میرا بیک گراؤنڈ جان کر وہ میرے قریب آئے مگر میرے خیالات سن کر دور چلے گئے۔ چار سال زندگی کی رنگینیوں میں گم رہ کر واجبی نمبروں سے بی اے پاس کر کے میں گھر لوٹ آیا۔ میرے نظریات مزید پختہ ہو چکے تھے، چپ چاپ سوچنے کی بجائے ماں کے سامنے لمبی لمبی تقریریں کرتا۔ اسے سمجھاتا کہ زندگی میں کرنے کو بہت کچھ ہے، مگر وہ الٹا مجھ پر برس پڑتی۔ کبھی پیار سے، کبھی غصے سے اور اکثر رو رو کر وہ مجھے جانے کیا سمجھانے کی کوشش کرتی، 5 سالہ بچے کا اپنے باپ سے کیا وعدہ، جاتے سے بھائی کی باتیں سب یاد کرواتی اور میں ایک کان سے سن کر دوسرے سے نکال دیتا۔

میرا اور میرے دوستوں کا خیال تھا کہ خطے میں امن کے دشمن یہ نام نہاد مجاہد ہی ہیں جو سپر پاور اور انڈیا کو للکارتے اور بھڑکاتے ہیں۔ ان کے ختم ہو جانے پر خود بخود امن آ جائے گا، ماں کہتی تھی کہ امن نہیں غلامی آئے گی، ہم کہتے کہ اس آزادی کا کرنا بھی کیا ہے۔ پھر ہم لوگ مخبر بن گئے۔ اچھا مال پانی ملتا تھا۔ ہم میں سے کوئی مجاہدین کا ساتھی بن کر ان کی جڑیں کھوکھلی کرنے میں مصروف تھا تو کوئی ان کی پناہ گاہوں کی اطلاع پہنچانے پر۔

اس دن ہم تاش کھیلنے اور نئی انڈین فلم دیکھنے میں مصروف تھے۔ جب سلیم نے آکر بتایا کہ شمالی طرف موجود غاروں میں دو مجاہد چھپے ہیں۔ شاید رات ہونے کے منتظر ہیں، تا کہ اپنے گھر پہنچ سکیں۔ میں نے فوراً وائرلیس پر یہ اطلاع ''فوج'' کو پہنچائی۔ سلیم کا کہنا تھا کہ یہ مجاہد نصیر شاہ جو افغان جہاد کے مشہور لیڈر اور ایک نئے لڑاکے ابو دجانہ کے سوا کوئی نہیں ہو سکتے۔ ان دونوں ناموں پر، فوج کو شک تھا کہ اسی علاقے کے مجاہدین کے عارضی نام ہیں۔

شام کو پتا چلا کہ فورسز نے کارروائی کی تھی۔ انھوں نے ہتھیار ڈالنے سے انکار کر دیا اور ان دو نے 7 آدمی مار ڈالے تھے۔ نصیر شاہ پہلے سے زخمی تھے۔ ابو دجانہ انھیں گھر چھوڑنے آیا تھا۔ جب ہم باتیں کرتے، ہنستے کھیلتے، ان لاشوں تک پہنچے، جنھیں میری ماں ''ہمیشہ زندہ رہنے والے'' کہتی ہے تو میرے قدموں تلے سے زمین نکل گئی۔ میرے قدموں نے میرا وزن اٹھانے سے انکار کر دیا اور میں گھٹنوں کے بل زمین پر گر گیا۔ پھر بڑی مشکل سے خود کو سنبھال کر، ان کی جیبوں سے نکلنے والا سامان لیے میں واپس چلا آیا۔ آج مجھے اس روپے کی کوئی ضرورت محسوس نہ ہو رہی تھی جو اس خدمت کے عوض ہمیں ملنا تھا۔ میں جانتا تھا وہ خط میرے ہی نام تھا۔

''پیارے اسد! میں بخیریت ہوں۔ وقت کم ہے، اس لیے مختصر بات کروں گا۔ یہاں ابو جان مل گئے ہیں۔ وہ افغانستان سے کشمیر آ گئے تھے، پھر انڈین فورسز کے قبضے میں چلے گئے۔ ان کا حال دیکھو تو شاید تم اپنے حواسوں میں نہ رہو۔ جسم کے ایک ایک حصے پر ظلم و ستم کی ہزاروں داستانیں رقم ہیں۔ ان کا ذہنی توازن درست نہیں۔ میں کوشش کروں گا کہ خود انھیں چھوڑنے آؤں، وگرنہ کوئی مجاہد یہ خط تم تک پہنچا دے گا۔

جانتا ہوں تمہارا خون کھول اٹھے گا، مگر مصلحت کا تقاضا یہی ہے کہ تم فی الحال محاذ کا رخ مت کرو، امی ابا کی دیکھ بھال کرو، جب تک وہ ہیں، ان کی خدمت ہی تمہارا جہاد ہے۔ یہ بڑے بھائی کا حکم اور وقت کی ضرورت ہے!

ماں کو سلام دینا اور کہنا میری شہادت کی دعا کر دے۔

باقی باتیں ملاقات پر۔

بچوں اور نوجوانوں کے لیے منفرد ہفتہ وار انگریزی میگزین

The TRUTH

Subscription Charges

Rs. 1200 for 1 Year (52 Issues — 4 issues free)
Rs. 600 for 6 months (26 Issues — 2 issues free)
Rs. 300 for 3 months (13 Issues — 1 issue free)

Bank Account: The Truth Intr. Current A/c no. 0184-0100310268
Meezan Bank Gulshan-e-Maymar, Karachi

کراچی: 0334-3372304 | حیدر آباد: 0300-3037026 | رقم بذریعہ منی آڈر اور ایزی پیسہ بھی بھیج سکتے ہیں
لاہور: 0300-4284430 | سرگودھا: 0321-6018171 | سکھر: 0300-9313528
فیصل آباد: 0333-4365150 | راولپنڈی: 0321-5352745 | ملتان: 0305-8425669
پشاور: 0314-9007293 | کوئٹہ: 0321-8045069

پرانے شمارے بھی منگوائے جاسکتے ہیں

سبسکرپشن اور دیگر معلومات کیلئے مرکزی رابطہ
ڈی نرتھ 4-G-1/11 ناظم آباد نمبر 4 کراچی
0322-2740052,021-36881355

www.thetruthmag.com | info@thetruthmag.com